



تقویٰ

مگر کیسے؟

(حقیقت، فضائل، شروط اور طریقہ کار)

تألیف

حافظ حامد محمود الخضری

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

مقدمہ

فیضانِ اہلِ الحسنِ مبشر احمد قادری

انصار السنۃ پہلی کیشنز



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

7	 تقریظ	✽
9	 تقدیم	✽
12	 مقدمہ	✽
15	 باب نمبر 1 توبہ کا معنی و مفہوم	
15	 توبہ کا لغوی معنی	✽
15	 قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی	✽
16	 شریعت میں توبہ سے مراد	✽
16	 سچی توبہ کی حقیقت	✽
18	 باب نمبر 2 توبہ کی فضیلت	
18	 توبہ فلاح کا ذریعہ ہے	✽
18	 اگر بندہ گناہ کا اعتراف کر لے	✽
19	 جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کیں وہ مجھ سے نا اُمید نہ ہوں.....	✽
22	 شانِ بخشش کا ظہور	✽
22	 توبہ حصولِ محبت الہی کا ذریعہ	✽
22	 استغفار کی کثرت حصولِ رزق کا ذریعہ	✽
23	 بندے کی استغفار اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے؟	✽
25	 باب نمبر 3 سچی توبہ کرنے کے وجوب کا بیان	
26	 استغفار اور توبہ میں فرق	✽
28	 باب نمبر 4 گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر	
28	 چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا	✽

- 29 چھوٹے گناہوں کو بھی کبیرہ تصور کرنا *
 30 گناہ کو ظاہر کرنے سے بچنا *
 32 توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا *
 33 گناہ پر اصرار نہ کرنا *
 33 دوسرے لوگوں کو گناہ کرتے دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا *
 34 عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکہ نہ کھانا *
 34 اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا *
 36 باب نمبر 5 توبہ کی شروط *
 41 باب نمبر 6 توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور *
 46 باب نمبر 7 رحمت الہی کی وسعتیں *
 46 رحمت الہی سے وسیع کوئی چیز نہیں *
 47 غضب پر رحمت کا غلبہ *
 47 پروانہ رحمت *
 48 بندہ کو بین الخوف والرجاء رہنا چاہیے *
 48 پیغام مغفرت *
 50 رحمت الہی کے بغیر صرف عمل جنت کی سعادت کا ضامن نہیں *
 50 بڑی بشارت *
 51 باب نمبر 8 توبہ کے فوائد و ثمرات *
 51 توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے *
 51 توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے *
 51 توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کر دیتی ہے *
 52 توبہ آدمی کی زندگی میں سکون و اطمینان کا سبب ہے *

- 53 توبہ رزق اور ایمانی قوت میں زیادتی کا سبب ہے *
 53 توبہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہے *
 54 توبہ محبت الہی کا ذریعہ ہے *
 54 توبہ کرنے والوں کے لیے فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں *
 55 توبہ اور اصلاح اعمال *
 56 توبہ ظلم کو مٹا دیتی ہے *
 57 باب نمبر 9 سیاہ کاریوں کی تباہ کاریاں *
 58 باب نمبر 10 میں کیسے توبہ کروں *
 64 باب نمبر 11 توبہ کس سے ٹوٹی ہے *
 66 باب نمبر 12 توبہ کرنے والوں کے درجات *
 67 باب نمبر 13 بے مثال توبہ کے چند واقعات *
 67 آدم علیہ السلام کی توبہ *
 69 نوح علیہ السلام کی توبہ *
 74 یونس علیہ السلام کی توبہ *
 77 دُعا کی فضیلت *
 77 سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ *
 77 معاذِ اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ *
 78 غامدیہ خاتون کی توبہ *
 80 باب نمبر 14 گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال *
 80 مسجد کی طرف چلنا *
 81 ایک نماز کے بعد آنے والی دوسری نماز کا انتظار کرنا *
 82 عاشورا اور یومِ عرفہ کا روزہ رکھنا *

- 82 رمضان کا قیام *
- 83 حج مبرور کرنا *
- 83 تنگ دست کو مہلت دینا *
- 84 برائی کا ارتکاب کرنے کے فوراً بعد نیکی کرنا *
- 84 سلام کہنا اور اچھی کلام کرنا *
- 84 آزمائش پر صبر کرنا *
- 85 نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا *
- 85 اچھی طرح وضو کرنا *
- 86 گناہوں کو مٹانے والے اذکار *
- 89 اذان دینا *
- 89 نماز پنجگانہ *
- 90 کثرتِ سجود (نوافل) *
- 91 نماز کے لیے چلنا *
- 92 نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا *
- 92 رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد پڑھنا *
- 93 قیام اللیل *
- 93 اللہ کی راہ میں جہاد کرنا *
- 94 حج و عمرہ میں متابعت *
- 94 صدقہ دینا *
- 95 جس پر حد قائم کی جائے *
- 95 اچھی مجالس میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونا *
- 95 اتباع رسول ﷺ *
- 97 باب نمبر 15 چند مسنون اذکار *

تقریظ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت اور اطاعت و فرماں برداری کے لیے تخلیق فرمایا، اور اسے کرہ ارضی پر بھیج کر احکامات و ہدایات کا سلسلہ جاری فرمایا، اور اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ذریعے وعظ و نصیحت اور وعد و وعید سے نوازا، اور اس کی ابتلاء و آزمائش کے لیے ایک خطرناک اور مہلک دشمن بھی پیدا کر دیا، تاکہ اس بات کا برملا اظہار ہو جائے کہ رحمان کی بندگی کرنے والا کون ہے، اور شیطان کی غلامی اور اطاعت میں جکڑ جانے والا کون ہے۔

اللہ کے مخلص بندے وہی شمار ہوتے ہیں جو شیطانی وساوس اور چالوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور اگر کبھی بتقصائے بشریت غلطی و خطا کے مرتکب ہو جائیں تو اپنی لغزش پر اصرار نہیں کرتے بلکہ رجوع الی اللہ کر کے توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اللہ مالک الملک اپنے بندوں کی خطائیں معاف کر کے خوش ہوتا ہے۔ جو بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے، اللہ کو غفور رحیم سمجھ کر معافی مانگے تو اللہ اس کو ضرور معاف کر دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

”جو شخص برائے عمل کر لے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے، پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا، اور بہت مہربان پائے گا۔“

رسول مکرم ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے:

((إِنَّ رَبَّكَ تَعَالَى يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: اِغْفِرْ لِي ذُنُوبِي ،
يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي .)) ❶

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۲۶۰۲۔ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۶۴۶۔ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۸۷۴۸۔ عمل الیوم واللیلۃ، للنسائی ایضاً، رقم: ۵۰۲۔

”یقیناً تیرا رب اپنے بندے سے اس وقت خوش ہوتا ہے جب بندہ کہتا ہے:
میرے گناہ معاف کر دے اس لیے کہ بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہ بخشنے والا
کوئی نہیں ہے۔“

لہذا انسان کو اپنی خطاؤں کی سچے دل سے معافی طلب کرنی چاہیے، اور بھٹکی ہوئی
انسانیت کو مہربان و مشفق رب کی طرف واپس لوٹانے کی غرض سے ہمارے واجب الاحترام
محقق العصر فضیلۃ الشیخ حافظ محمود الخضری حفظہ اللہ تعالیٰ، اور خادم الحدیث و اہلہ محترم المقام
بھائی ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی حفظہ اللہ نے زیر نظر کتاب ”توبہ مگر کیسے؟“ مرتب کی اور اس میں
بڑے عمدہ سلیقے اور جاندار طریقے سے کتاب و سنت کی نصوص صحیحہ کی روشنی میں توبہ کی تعریف،
فضیلت، شرائط، فوائد، گناہوں سے بچاؤ کی تدابیر اور گناہوں کے نقصانات، تائبین کے
درجات اور ان کے سچے واقعات اور چند ایک اذکارِ مسنونہ جمع فرما دیے، اب یہ کتاب و سنت
کے گلشن سے منتخب شدہ ایک مختصر اور جامع گلدستہ قارئین کرام کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جا
رہا ہے۔ اس کے مطالعے سے ہر فرد و بشر اپنے زنگ آلود قلب کو جلا بخش سکتا ہے۔ اور ضلالت
و گمراہیوں کی عمیق وادیوں اور وساوس و خطرات کی خاردار گھاٹیوں سے خارج کر سکتا ہے،
حقیقت ہے کہ یہ کتاب گم گشتگانِ راہ، اور جو پان حق و صداقت، اور متلاشیانِ رشد و ہدایت
کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب سے سب کو مکما حقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق
بخشے۔ اور مؤلف، ناشر، معاونین کے لیے نجات کا ذریعہ، کامیابی کا وسیلہ اور بلندیِ درجات کا
زینہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین!

ابو الحسن مبشر احمد ربانی عفی اللہ عنہ

تقدیم

الحمد لله غافر الذنب وقابل التوب، شديد العقاب، ذي الطول لا اله الا هو اليه المصير۔ والصلوة والسلام على رسول الله، معلم الانسانية، ومرشدها، وهاديها الى الحق والى صراط مستقيم، وعلى آله واصحابه، واتباعه، وأحبابه الى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، وبعد!

رسالة مسماة ”توبہ! مگر کیسے؟“ توبہ کے معانی، شروط اور فضائل کے متعلق مرتب کیا ہے۔ توبہ کرنا، اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہر انسان پر واجب ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۳۱)

(النور: ۳۱)

”اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اے مومنو! تاکہ تم (آخرت) میں کامیاب ہو جاؤ۔“

توبہ ہی انسان کو مہلک گناہوں سے بچا کر جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے، سیدنا معز اسلمی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ سے واپسی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ الْحَدَّ))

”اے اللہ کے رسول! میں حد کو پہنچا ہوں۔“

تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم

نے اسے رحم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِّي رَأَيْتُ مَا عَزَا يَغْمَسُ فِي الْجَنَّةِ))

”میں نے ماعز کو جنت (کی نہروں) میں غوطہ زن ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔“

یاد رہے کہ توبہ مشقتیں اور مصائب جھیلنے کے بعد حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا در رحمت ہر وقت اور ہر گھڑی کھلا ہے، وہ اپنے در پہ آئے ہوئے لوگوں کو دنیا کے جبارہ کی طرح نہیں دھتکار دیتا، بلکہ جب کوئی بندہ غلطی کر لیتا ہے، یا اپنے نفس پر زیادتی کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ٥٣﴾

(الزمر: ٥٣)

”آپ فرما دیجیے، اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے۔“

لہذا جو شخص اپنے رب سے اپنے گناہ معاف کروانا چاہتا ہے وہ گناہوں کو چھوڑ دے، اور شرمندہ ہو کر جلدی سے اپنے رب کے در پر آ جائے تو وہ اس کی توبہ قبول کر لے گا، اور اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ١٦﴾

(طہ: ٨٢)

”ہاں! میں نہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہِ راست پر بھی رہیں۔“

اس رسالہ کو مرتب کرنے کے متعلق ہمیں بھائی محمد ناظر سدھو صاحب نے شفاعتِ حسنہ

کی تھی، چنانچہ دوہی مجالس میں اسے مرتب کر دیا گیا، امید واثق ہے کہ ہم نے اس رسالہ کو لوگوں تک پہنچا کر ایک عظیم فریضہ انجام دیا ہوگا۔ ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً))

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ رسالہ میں صرف اور صرف کتاب و سنت کا بیان ہو، اور یا پھر صحابہ اور سلف صالحین کے اقوال کو پیش کیا ہے۔ اور یہی ہمارا منہج ہے یعنی کتاب و سنت کا فہم، اقوال و افعال صحابہ و سلف صالحین کی روشنی میں۔

آخر میں ہم ناشر اور سب معاونین جن میں سے بھائی محمد ناظر سدھو بھی ہیں، کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس رسالہ کو صدقہ جاریہ بنائے، اور پڑھنے والوں کے لیے راہ نجات، اور راقم اور اس کے والدین اور دادی جان مرحومہ کے لیے اسے ذخیرہ آخرت بنائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وسلم

و کتبہ

حافظ حامد محمود الخضریٰ

۲۰۰۶-۱-۲۰ م

الموافق ۱۴۲۶-۱۲-۱ھ



مقدمہ

((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ!))

امام بخاری اور امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”یقیناً تم جو (برے) اعمال کرتے ہو تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن) ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔“^①

ہم گناہوں کو حقیر جانتے ہوئے اور گناہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو یہ زندگی گزار رہے ہیں بڑا خطرناک معاملہ ہے۔

آپ کچھ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ بعض گناہوں کو حقیر سمجھتے ہیں، اور حتیٰ کہ کبیرہ گناہوں میں واقع ہونے کو بھی آسان سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو لاشعوری اور ضمیر کو ملالت کیے بغیر گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ ندامت و پشیمانی توبہ کی شروط و عوامل میں سے ایک اہم چیز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((الْندَمُ تَوْبَةٌ))^② ”ندامت ہی توبہ ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقون من محقرات الذنوب، رقم: ۶۴۹۲۔ مسند الامام احمد: ۳/۳۔

② صحیح الجامع الصغیر، للألبانی: ۶۸۰۲۔

(لیکن) یہ فرصت عظمیہ یعنی گناہوں سے توبہ و استغفار کی فرصت ان لوگوں سے فوت ہو گئی ہے اور اسی طرح اس آسانی (سہولت) نے خطا کار انسان کو نافرمانی کا عادی بنا دیا ہے، اور گنہگار اس طرف توجہ ہی نہیں کرتا کہ یہ عظیم فرصت اللہ کی طرف لوٹنے اور استغفار کرنے کے لیے ایک تحفہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ صَاحِبَ الشَّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهُ مِنْهَا الْقَاهَا وَالَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةً)) ❶

”یقیناً گناہ لکھنے والا فرشتہ گناہ گار مسلمان بندے سے چھ اوقات میں قلم اٹھا لیتا ہے گناہ نہیں لکھتا، اگر وہ شرمندہ ہو کر اللہ سے معافی مانگ لے تو وہ اس قلم کو رکھ دیتا ہے ورنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔“

لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اپنے گناہ کا اعتراف کرے، اور اسے اپنے رب کے سامنے توبہ کرے اور شرمندہ ہو، اور اس بات کو ذہن نشین کرے کہ انسان کا گناہ کو حقیر جاننا اس کے جرم کو زیادہ کرتا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حقیر جاننا ان کے استیصال کو آسان سمجھنا ہے۔

درست اور بہتر راہ گناہ پر نادم ہونا اور اس سے توبہ کرنا ہے۔ تاکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت سے مستفید ہو سکے، اور وہ درست راستے پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔

ان شاء اللہ! ہم اس رسالے میں توبہ کی کیفیت، اس کی شرائط اور احکامات واضح کریں گے، اس کے علاوہ بعض ایسے امور ذکر کریں گے جو انسان کو توبہ کی راہ پر گامزن کرنے اور اس پر ڈٹے رہنے کے معاملے میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

❶ معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ۷۷۶۵۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۲۰۹۷۔

میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی بلند و بالا صفات کے ذریعے اُسی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہماری توبہ قبول فرمائے، اور مجھے اور تمام مسلمانوں کو اس رسالے کے ذریعے نفع پہنچائے، اور ہمارے لیے اور ہمارے معاونین خصوصاً حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کے لیے، اور بھائی محمد ناظر سدھو کے لیے، اور میرے اہل و عیال اور مرحوم والدین کے لیے قیامت کے دن اس کا اجر مقرر فرمائے، جس دن مال و اولاد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے سوائے جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

وکتبہ

ابو حمزہ عبدالحق صدیقی



توبہ کا معنی و مفہوم

1..... توبہ کا لغوی معنی

توبہ لغت عرب میں ”تَوَّبَ“ مادہ سے ماخوذ ہے، یہ کلمہ مجرد ہونے کی صورت میں رجوع اور پلٹنے کا معنی دیتا ہے، عرب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کے متعلق ”تَابَ وَآنَابَ“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

2..... قرآن مجید سے توبہ کے مختلف معانی

1۔ توبہ بمعنی (ندامت)

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَوْبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرة: ۵۴)

”پس تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے شرمندہ ہو جاؤ، اپنے نفسوں کو قتل کرو۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

(النور: ۳۱)

”اور تم سب اللہ کی جناب میں شرمندگی ظاہر کرو، اے مومنو! تاکہ تم (آخرت

میں) کامیاب ہو جاؤ۔“

2۔ توبہ بمعنی (درگزر کرنا):

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ﴾ (التوبہ: ۱۱۷)

”اللہ نے پیغمبر کے حال سے درگزر فرمایا، اور مہاجرین اور انصار کے حال سے بھی۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (الاحزاب: ۷۳)

”اور اللہ مومن مردوں اور عورتوں پر مہربانی فرمائے یعنی درگزر کرے۔“

3۔ توبہ بمعنی (رجوع کرنا):

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبْحَنَكَ ثُبْتُ إِلَيْكَ﴾ (الاعراف: ۱۴۳)

”(اے اللہ!) تو پاک ہے، میں تیری جناب میں (تیرے دیدار کے سوال سے) رجوع کرتا ہوں۔“

3..... شریعت میں توبہ سے مراد:

گناہ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے خوف سے ترک کر دینا، اسے قبیح جاننا، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر پشیمان ہونا، اور ساتھ اس بات کا عزم مصمم کرنا کہ حتی الوسع آئندہ وہ ایسا عمل دوبارہ نہیں کرے گا اور جن اعمال کا تدارک ممکن ہو ان کا تدارک کرنا یہ سب امور توبہ کے مفہوم میں شامل ہیں۔

4..... سچی توبہ کی حقیقت:

دلی طور پر گناہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے، اور اس کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے کو کہتے ہیں۔

یعنی احسن انداز سے گناہ کو ترک کر دینے سے مراد توبہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عذر کی بہترین شکل ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”توبہ شریعت کی اصطلاح میں گناہ کو اس کے بُرا ہونے کے سبب ترک کرنا..... اور اپنی اس کوتاہی اور خطا پر شرمندہ ہونا..... اور آئندہ کے لیے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے..... اور اس خطا کی تلافی کرنا۔“

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح ”صحیح مسلم“ نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ ”اگر وہ گناہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے تو اس ظلم کو معاف کرائے، اور حق ادا کرے..... اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق ہے تو نماز، روزہ وغیرہ قضاء ادا کرے۔“ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ۲۲/۵)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔“

حضرت حسن فرماتے ہیں: ”توبہ نصوح یہ ہے کہ جیسے گناہ کی محبت تھی ویسا ہی بغض دل میں بیٹھ جائے۔ اور جب وہ گناہ یاد آئے اس سے استغفار ہو۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۴۴۵/۵)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں بیان فرمایا کہ لوگو! میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ خالص توبہ یہ ہے کہ ((أَنْ يُذْنِبَ الْعَبْدُ ثُمَّ يَتُوبُ فَلَا يَعُودُ فِيهِ .)) ❶ ”انسان گناہ کی معافی چاہے اور پھر اس گناہ کو دوبارہ نہ کرے۔“ بعض سلف کا کہنا ہے:

”گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ جس قدر تو نے گناہ کیا اسی قدر اس پر قابو رکھ، اور دوبارہ یہ کام نہ کر..... چنانچہ ہر ترک فعل اسی فعل کا کفارہ ہو جائے گا۔“

(قوت القلوب)



❶ مستدرک حاکم: ۴۹۰/۲۔ المطالبہ العالیہ، رقم: ۳۷۸۵۔ حاکم اور ابن حجر نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

توبہ کی فضیلت

توبہ فلاح کا ذریعہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے توبہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۳۱﴾

(النور: ۳۱)

”اور تم سب اللہ کی بارگاہ میں شرمندگی کا اظہار کرو اے مومنو! تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

اور توبہ قبول کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ (الشوری: ۲۵)

”اور وہی ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔“

اگر بندہ گناہ کا اعتراف کر لے.....:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) ❶

”یقیناً جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس

کی توبہ قبول فرماتا ہے۔“

ایسے لوگوں کے لیے اس نے اپنی غفرو مغفرت میں اُمید کا دروازہ کھولا ہوا ہے، اور لوگوں

کو حکم دیا کہ وہ گناہوں کی معافی، پردہ پوشی اور اپنی توبہ کی قبولیت کے طلب گار بنتے ہوئے اس

کے کرم و جود کی بارشوں کی طرف پلٹیں، نہ کوئی انہیں اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا دور کر سکتا ہے، اور نہ ہی ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو سکتی ہے:

جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کیں وہ مجھ سے نا اُمید نہ ہوں:

﴿قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ

اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝﴾

(الزمر: ۵۳)

”آپ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

واحدی نے لکھا ہے: تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے شرک، قتل اور نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی جیسے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا، اور اسلام لانا چاہتے تھے، لیکن ڈرتے تھے کہ شاید ان کے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ انہیں اور اللہ کے تمام بندوں کو اس کی وسیع رحمت اور عظیم مغفرت کی خوش خبری دے دیں، کہ انہیں اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہونا چاہیے، وہ تمام اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، اس لیے کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۳۰۵)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ”یہ آیت قرآن کریم کی سب سے زیادہ اُمید بھری آیت ہے۔ اس میں اللہ نے بندوں کی نسبت اپنی طرف کی ہے، اور پھر انہیں گناہوں کے ارتکاب میں حد سے متجاوز ہونے کی صورت میں اپنی رحمت سے نا اُمید ہونے سے منع فرمایا ہے، اور یہ کہہ کر مزید کرم فرمایا کہ وہ تو تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“ (فتح القدیر، للشوکانی: ۵۶۱/۲)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ”یہ آیت کریمہ کافر و مومن تمام گناہ گاروں کو توبہ کی دعوت دیتی ہے، اور خبر دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۵۹۲/۵ - ۵۹۳)

جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”اور جب ان لوگوں سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟“

اہل جنت کی صفت یہ بتائی گئی کہ جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے، تو انہیں اللہ سے حیا آتی ہے، اور اس کے عقاب کا ڈر لاحق ہوتا ہے، تو فوراً اللہ سے معافی مانگتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اس کے سوا کسے اس کا اختیار حاصل ہے؟ امام احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابلیس نے اپنے رب سے کہا تیری عزت و جلال کی قسم، میں بنی آدم کو جب تک ان کی سانس چلتی رہے گی گمراہ کرتا رہوں گا، تو اللہ نے کہا: میری عزت و جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے مغفرت چاہتے رہیں گے، میں انہیں معاف کرتا رہوں گا۔

اور اس طلب مغفرت والی صفت کی تکمیل یہ ہے کہ وہ جانتے ہوئے گناہ پر اصرار نہیں کرتے، یعنی اگر گناہ ہو جاتا ہے تو استغفار کرتے ہیں، کیونکہ دل سے استغفار کر لینے کے بعد اگر دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے، تو اسے گناہ پر اصرار نہیں کہا جاتا۔ ابوداؤد، ترمذی، بزار اور ابویعلیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس نے اللہ سے مغفرت مانگ لی اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا، چاہے وہ دن میں سو بار اس کا ارتکاب

کرے۔“ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔ امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے، تو اس کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔“

(تیسیر الرحمن: ۲۰۸/۱-۲۰۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور ہمیشہ اپنے گناہوں سے معافی مانگنے والے بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الْصَّابِرِينَ وَ الصَّادِقِينَ وَ الْقَنِينَ وَ الْمُنْفِقِينَ وَ الْمُسْتَغْفِرِينَ

يَا اسْحَارِ ۝﴾ (آل عمران: ۱۷)

”وہ صبر کرنے والے، اور سچ بولنے والے، اور فرماں برداری کرنے والے، اور

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔“

”اس (آیت کریمہ) میں اہل تقویٰ کی مزید صفات بیان کی گئی ہیں ﴿وَالْمُسْتَغْفِرِينَ

بِالْأَسْحَارِ﴾ میں استغفار سحر کا ہی کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحیحین اور احادیث کی دوسری

کتابوں میں کئی صحابہ کرام سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر رات جب رات کا

ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے، اور کہتا ہے کہ

کوئی مانگنے والا ہے جسے میں دوں، کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا قبول کروں، کوئی

مغفرت چاہنے والا ہے جسے میں معاف کر دوں؟

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلاتا ہے، اور کہتا ہے

کہ کون قرض دے گا ایسے کو جو فقیر نہیں، اور ظالم نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ طلوع فجر

تک (ایسا ہی رہتا ہے)۔“ (تیسیر الرحمن: ۱۶۹/۱)

شانِ بخشش کا ظہور:

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ .)) ❶

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تمہیں اٹھالیتا اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو رب کریم انہیں معاف کر دیتا۔“

توبہ حصولِ محبتِ الہی کا ذریعہ:

تابع اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

استغفار کی کثرت حصولِ رزق کا ذریعہ:

اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا، اور توبہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے لائق اور اس کی حفظ و رحمت کا اہل ہوتا ہے۔ تابع کے مال میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ مشکلات و پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾ (نوح: ۱۰-۱۲)

”تم سب اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بے شک بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لیے موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہیں مال و دولت

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب بالإستغفار توبہ، رقم: ۲۷۴۹۔

اور لڑکوں سے نوازے گا، اور تمہارے لیے باغات پیدا کرے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکالے گا۔“

”عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بارش مانگنے کے لیے جب آپ نکلے تو منبر پر چڑھ کر آپ نے خوب استغفار کیا، اور استغفار والی آیتوں کی تلاوت کی جن میں سے ایک آیت یہ بھی تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ بارش کو میں نے بارش کی تمام راہوں سے جو آسمان میں ہیں طلب کر لیا ہے یعنی وہ احکام ادا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمایا کرتا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر: ۵۰۷/۵)

”حسن رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے خشک سالی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو..... دوسرے شخص نے اپنے فقر کی شکایت کی..... تیسرے شخص نے اولاد کی کمی کی شکایت کی..... چوتھے شخص نے اپنی زمین کی پیداوار کی کمی کی شکایت کی..... تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سب کو استغفار کرنے کی تلقین فرمائی..... اس پر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ سے لوگوں نے مختلف قسم کی شکایتیں کیں..... مگر آپ نے سب کو ایک ہی علاج بتلایا کہ استغفار کرو..... اس سوال کے جواب میں حسن رضی اللہ عنہ نے یہی (مذکورہ بالا) آیت تلاوت فرمائی۔“ (تفسیر الخازن، تحت هذه الآية)

بندے کی استغفار اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اس حالت سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی کی اونٹنی گم ہو جائے، اور وہ جنگل میں ہو، اور اس اونٹنی پر اس کا زادراہ بھی ہو، اور وہ مایوس ہو کر کسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس آگئی اور وہ خوشی سے کہنے لگا:

((اللَّهُمَّ! أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ.)) ❶

”اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔“

یعنی عقل اس وقت غلبہ مسرت سے مغلوب ہوگئی..... اس سے بھی زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے جب بندہ نفس و شیطان کے چکر میں گناہوں میں پھنس کر اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جاتا ہے..... پھر وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں آ کھڑا ہوتا ہے۔

تو اللہ رب العزت کو کتنی خوشی ہوتی ہے، وہ اس حدیث کے مضمون سے اندازہ کیجیے۔
قربان جانیے ایسے رحیم اور کریم مالک پر کہ اپنے بندوں کے ساتھ اس قدر تعلق اور محبت رکھتا ہے۔



سچی توبہ کے وجوب کا بیان

اے ہمارے مسلم بھائی جان لو! بے شک تمام اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ سچی توبہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایمان والو! اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کرو۔“

”توبہ نصوح“ کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی ایک گناہ کی معافی مانگ لے تو پھر دوبارہ اس گناہ کی طرف نہ لوٹے۔

اور توبہ نہ کرنے والوں کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُوبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الحجرات: ۱۱)

”اور توبہ نہ کرنے والے ہی ظالم لوگ ہیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنِّي أَتُوبُ فِي الْيَوْمِ إِلَيْهِ مِائَةً مَرَّةً)) ❶

”اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو، پس بے شک میں ایک دن میں (کم از کم)

سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔“

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاکثار منه، رقم: ۶۸۵۹۔

((وَاتَّقَتِ الْأَمَّةُ عَلَى أَنَّ التَّوْبَةَ فَرَضٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ)) ❶

”امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ بے شک توبہ مومنوں پر فرض ہے۔“

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((الْأَجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَى وَجُوبِ التَّوْبَةِ لِأَنَّ الدُّنُوبَ مُهْلِكَاتٌ

مُبْعَدَاتٌ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى فَيَجِبُ الْهَرُوبُ مِنْهَا عَلَى الْفَوْرِ)) ❷

”توبہ کے واجب ہونے پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ گناہ (انسان کو) اللہ سے

دور کرنے اور ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس فوری طور پر (گناہ سے) دور ہونا

واجب ہے۔“

اور امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”ریاض الصالحین“ میں رقم طراز ہیں:

((قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ))

”علماء کا کہنا ہے کہ توبہ ہر گناہ سے واجب ہے۔“

یہ اس وجہ سے ہے کہ انسان غلطی کا پتلا ہے، ہر انسان غلطی کر سکتا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ)) ❸

”کہ تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور خطا کاروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کر

لیں۔“

استغفار اور توبہ میں فرق:

استغفار اور توبہ میں توبہ اصل ہے کیونکہ استغفار توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے۔

❶ الجامع لاحکام القرآن ۹۰/۵۔

❷ مختصر منهاج القاصدين، ص: ۲۰۱۔

❸ صحيح سنن ترمذی، ابواب صفة القيامة، باب استعظام المؤمن ذنوبه، رقم: ۲۴۹۹۔ سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، رقم: ۴۲۵۱۔ ابن ابی شیبہ: ۱۸۷/۱۳۔ مسند أحمد: ۱۹۸/۳۔ مسند أبی یعلیٰ، رقم: ۲۹۲۲۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۴۵۱۵۔

استغفار اور توبہ میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ”حق تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾ (ہود: ۳) ”تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو۔“

استغفار سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا ہے۔ اور توبہ سے مراد ندامت قلب کے ساتھ تلافی اور آئندہ کے لیے عہد کرنا ہے کہ اس خطا کو دوبارہ نہ کریں گے۔“ (تفسیر روح المعانی، ص: ۲۰۷، تحت هذه الآية)

اگر استغفار اور توبہ ایک ہی حقیقت رکھتے تو اللہ تعالیٰ الگ الگ نہ بیان فرماتا۔ یاد رہے کہ بعض دفعہ دونوں ایک ہی معنی میں بھی مستعمل ہیں۔



گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر

اے ہمارے مسلمان بھائی! یہ بات جان لینا چاہیے کہ گناہوں کو حقیر سمجھنا اور ان کا ارتکاب کرنے میں تساہل برتنا ہلاکت کا سبب ہے۔ لہذا گناہوں سے بچاؤ کے لیے چند تدابیر پیش خدمت ہیں:

1۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچنا:

جب تیرے چھوٹے گناہ جمع ہو جائیں، اور تو ان سے توبہ نہ کرے تو یقیناً وہ تجھے ہلاک کر دیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ ، فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ كَقَوْمٍ نَزَلُوا فِي بَطْنٍ وَادٍ ، فَجَاءَ ذَا بَعُودٍ ، وَجَاءَ ذَا بَعُودٍ ، حَتَّى أَنْضَجُوا خُبْزَتَهُمْ ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ مَتَى يُؤْخَذُ بِهَا صَاحِبُهَا تَهْلِكُهُ.)) ❶

”گناہوں کو حقیر سمجھنے سے بچو! پس گناہوں کو حقیر سمجھنے کی مثال اس طرح ہے کہ ایک قوم ایک وادی میں اُتری، تو ان میں سے ایک آدمی لکڑیاں لایا، پھر دوسرا بھی لایا، حتیٰ کہ انہوں نے اپنی روٹیاں پکانے کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں (اور ایسے ہی جیسے انہوں نے ایک ایک کر کے لکڑیاں اکٹھی کر لیں تھیں) بے شک جب بندہ چھوٹے گناہ کرتا ہے تو وہ گناہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔“

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ ، فَإِنَّهُنَّ يَجْتَمِعْنَ عَلَى الرَّجُلِ حَتَّى يَهْلِكَنَّهُ ، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَرَبَ لَهُنَّ مَثَلًا كَمَثَلِ قَوْمٍ نَزَلُوا أَرْضَ فَلَاةٍ فَحَضَرَ صَنِيعَ الْقَوْمِ ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْطَلِقُ فَيَجِيءُ بِالْعُودِ ، وَالرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْعُودِ ، حَتَّى جَمَعُوا سَوَادًا وَأَجْبُوا نَارًا وَأَنْضَجُوا مَا قَذَفُوا فِيهَا .)) ❶

”گناہوں کو چھوٹا سمجھنے سے بچو، پس بے شک وہ آدمی پر اکٹھے ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح جو بیاباں زمین میں تھا پس وہ قوم کے طریقے (رواج) کو حاضر ہوا، پس ایک آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، اسی طرح دوسرا آدمی لکڑی لے کر آنے لگا، یہاں تک کہ انہوں نے ایک ڈھیر اکٹھا کر لیا اور اس کو آگ لگائی (جس سے) وہ سب (لکڑیاں) راکھ ہو گئیں۔“
لہذا برائی کی طرف نہ دیکھیں (کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی) بلکہ اس ذات کی عظمت و جلال کو مد نظر رکھنا چاہیے جس کی (اطاعت کی بجائے) نافرمانی کی جاتی ہے۔
2۔ چھوٹے گناہوں کو بھی کبیرہ تصور کرنا:

بعض لوگ بعض گناہوں کو صغیرہ گناہ سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ بڑے گناہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ
سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:
((إِنَّكُمْ تَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدْقُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ ، إِنَّ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ الْمُبِيقَاتِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ، يَعْْنِي بِذَلِكَ الْمُهْلِكَاتِ .)) ❷

❶ مسند احمد: ۴۰۳/۱۔ مسند حمیدی، رقم: ۹۸۔ طبرانی کبیر، رقم: ۱۰۵۰۰۔ صحیح الجامع الصغیر: ۲۶۸۷۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من محقرات الذنوب، رقم: ۶۴۹۲۔ مسند احمد: ۳/۳۔

”بے شک تم جو (برے) اعمال کرتے ہو، تمہاری نظروں میں وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہیں (لیکن یہی گناہ) ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ہلاک کرنے والے گناہوں میں شمار کرتے تھے۔“

پس آپ گناہ کو حقیر جاننے سے بچ جائیں، اگرچہ لوگ اس کو کمتر ہی جانتے ہوں۔

3۔ گناہ کو ظاہر کرنے سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافٍ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهِرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتَرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ.)) ❶

”سوائے (گناہ کو) ظاہر کرنے والے کے میری ساری اُمت کے لیے معافی ہے، اور بے شک (گناہوں کو) ظاہر کرنے والوں میں (وہ شخص بھی ہے) جو رات کو کوئی عمل کرتا ہے، پھر وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا ہوتا ہے پس وہ (کسی بندے سے) کہتا ہے، اے فلاں! میں نے رات کو یہ یہ کام کیا ہے، حالانکہ پوری رات اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالا تھا (پھر بھی) وہ صبح کرتے (بذاتِ خود) اس کو ظاہر کرتا ہے جس پر اللہ نے پردہ ڈالا تھا۔“

گناہوں کو ظاہر کرنے والا گویا اپنے گناہ کو ظاہر کر کے لوگوں کے درمیان فحاشی پھیلانے میں مدد دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

❶ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب ستر المؤمن علی نفسه، رقم: ۶۰۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب

الرفاق، باب النهی عن هتك الانسان ستر نفسه، رقم: ۷۴۸۵۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُجِبُونَ أَنْ تَشِيَعَ الْفَاحِشَةُ فِي الدِّينِ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (١٩)

(النور: ١٩)

”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں فحاشی رواج پائے، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔“

”اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو ایک اخلاقی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلم سوسائٹی میں اگر ایک شخص کوئی بُری بات سنے (یا کرے) تو اس کا فرض ہے کہ اسے لوگوں سے بیان نہ کرے، اس لیے کہ اس سے کمزور ایمان والوں اور منافقوں کو مسلم سماج میں بُرائی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخلاقی انار کی پھیلے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں شدید عذاب کی دھمکی دی ہے، اور مسلمانوں سے کہا ہے کہ بُری بات پھیلانے کے کیسے خطرناک اثرات مسلم سوسائٹی پر مرتب ہوتے ہیں ان کا علم اللہ کو ہے، تم ان کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ہو، اس لیے اللہ کی جانب سے تمہیں جو اخلاقی تعلیمات دی جا رہی ہیں ان پر سختی کے ساتھ عمل کرو۔“ (تیسیر الرحمن: ٩٩٧/٢)

اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جب لوگوں کی نظروں سے دور ہو یا وہ گناہ کر کے لوگوں پر ظاہر کرنے والا نہ ہو (تو گناہ کرنا) جائز ہے۔ یا وہ یہ کہے کہ ایسے گناہ کا ارتکاب کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ سابقہ حدیث کا معنی ہے کہ اگر انسان سے جان بوجھ کر یا غلطی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو پھر لوگوں کو اپنے گناہ بتاتا نہ پھرے، بلکہ گناہ اپنے نفس میں چھپائے رکھے، اور لوگوں کے سامنے اس کو ظاہر نہ کرے، اور جب وہ علیحدگی میں ہو تو گناہ کرنے سے بچے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا عَلَمَ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي، يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ

أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بَيِّضَاءَ ، فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ هَبَاءً
مَّنْثُورًا ، أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمَنْ جَلَدَيْكُمْ ، وَيَأْخُذُونَ مِنَ
الَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ ، وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ
انْتَهَكُوهَا .)) ❶

”میں اپنی اُمت میں ایسی قوموں کو جانتا ہوں، جو قیامت کے دن تہامہ کے سفید
پہاڑوں جیسی نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ انہیں اُڑتا غبار بنا دے گا۔ یاد
رکھو! وہ تمہارے ہی بھائی اور تمہارے قبیلے سے ہی ہوں گے، جیسے تم رات کو اللہ
کی عبادت کرتے ہو وہ بھی کریں گے، لیکن وہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی حرمت
پامال کر دیں گے۔“

4۔ توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرنا:

کیونکہ معلوم نہیں کب موت آ لے گی، یقیناً موت خیال سے بھی زیادہ قریب ہے، اور
ہمیشہ اچانک ہی آتی ہے (جب موت آتی ہے تو پھر) اللہ اس وقت توبہ قبول نہیں کرتا۔
نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغْرَ غِرًا .)) ❷

”بے شک اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے، جب تک کہ اس کے
غر غرے کا وقت نہیں آ جاتا۔“

پس ہر گناہ سے توبہ کرنے میں جلدی کرو اور سستی نہ کرو۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ ، فَيُحَسِّنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الذنوب، رقم: ۴۲۴۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۰۲۸۔

❷ مسند احمد: ۱۳۲/۲، ۱۵۳۔ سنن الترمذی، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۳۷۔ صحیح الجامع

الصغیر، رقم: ۱۹/۴۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۲۸۔

فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، إِلَّا عَفَرَ اللَّهُ لَهُ .)) ❶
 ”جو بندہ کوئی گناہ کر لینے کے بعد اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر کھڑے ہو کر دو رکت پڑھتا ہے، اور اللہ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔“

5۔ گناہ پر اصرار نہ کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:
 ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ ذُنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۵)
 ”جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں، تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی بُرے کام پر اڑ نہیں جاتے۔“

6۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر گناہ کا ارتکاب نہ کرنا:

تجربہ کی بات ہے کہ اکثر لوگ واجبات چھوڑ دیتے ہیں، اور محرمات سے اجتناب بھی نہیں کرتے۔ پس شیطان ان پر حاوی ہو جاتا ہے اور ان کے لیے یہ بات مزین کرتا ہے کہ وہ کہیں: یہ واجب نہیں یا یہ حرام نہیں ہے، اور اس بات پر وہ بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور وہ اس بات کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے خود اللہ کے ہاں جوابدہ ہونے سے بری کر لیا ہے، اور وہ انکار کر کے سزا و عقوبت سے بچ جائیں گے، لیکن اس عمل سے یہ لوگ دین سے دور ہو گئے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، پس آپ شیطان کے ان داخلی

راستوں سے بچ جائیں۔

7۔ عارضی دنیاوی نعمت سے دھوکا نہ کھانا:

آپ گناہوں پر اصرار کر کے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ آپ کا گناہ کے کام کرنا بہتر ہے، کیونکہ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود یہ نعمت تمہارے لیے اللہ کی طرف سے مہلت ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْتَ اللَّهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ.)) ❶

”جب تو کسی شخص کو گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اللہ کی طرف سے اس پر کوئی دنیاوی نعمت دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو، تو یہ بات یاد رکھنا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہلت ہوتی ہے۔“

اور یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین اور اصولوں کے مطابق ہے، جیسا کہ: مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الدِّينَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ.)) ❷

”یقیناً اللہ عزوجل دنیا میں اپنے پسندیدہ و ناپسندیدہ لوگوں کو عطا کرتا ہے، لیکن دین صرف اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔“

8۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

❶ مسند احمد: ۱۴۵/۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۶۱۔

❷ شعيب الأرنؤوط فرماتے ہیں: یہ حدیث ”موقوف صحیح“ ہے۔ مسند احمد: ۳۸۷/۱۔ دارقطنی فی

العلل: ۲۷۱/۵۔

﴿وَمَنْ يَّقْنُظْ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ۝﴾ (الحجر: ۵۶)

”اور اپنے رب کی رحمت سے صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔“

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنُظُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ۚ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝﴾

(الزمر: ۵۳)

” (میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر

زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ سارے گناہوں

کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے دینی اُمور میں سستی کرنے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اٰیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاتِیَکُمُ الْعَذَابُ

ثُمَّ لَا تَنْصَرُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ۵۴)

”تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو، اور اس کی حکم برداری کیے جاؤ،

اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔“



توبہ کی شروط

علماء نے قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے توبہ کی چند شرائط استنباط کی ہیں، کیونکہ توبہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جو محض زبانوں پر جاری ہو، لازمی ہے کہ توبہ ان درج ذیل شرائط کے ساتھ کی جائے جو تائب کے صدق پر دلالت کریں، اور وہ شرائط یہ ہیں:

1..... گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلَنْدَمُ تَوْبَةً .)) ❶

”ندامت ہی توبہ ہے۔“

2..... فوراً گناہ سے باز آ جانا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِمَّا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِمَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ
مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۷ ﴾

(النساء: ۱۷)

”اللہ کے نزدیک صرف ان لوگوں کی توبہ قبول ہے جو نادانی میں گناہ کر بیٹھے ہیں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں، تو اللہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ بڑا علم والا، بڑی حکمتوں والا ہے۔“

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۶۸۰۲، ۶۸۰۳۔

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ بندہ کی توبہ کب قبول ہوتی ہے؟..... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی نادانی اور بے وقوفی میں کسی گناہ کا ارتکاب کرے، اور پھر جلد ہی اس پر نادم ہو اور اللہ کے حضور توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے۔“ (تیسیر الرحمن: ۱/۲۵۰)

3..... دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عزم کرنا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ((مَا التَّوْبَةُ النَّصُوحُ)) ”توبہ نصوح کیا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((أَنْ يَنْدِمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِي أَصَابَ فَيَعْتَذِرُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ثُمَّ لَا يَعُودُ إِلَيْهِ كَمَا لَا يَعُودُ اللَّبَنُ إِلَى الْفَرْعِ.))

”انسان اپنے گناہ پر نادم اور شرم سار ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت طلب کرے..... (گناہوں کی معافی مانگے) پھر جس طرح دودھ تھنوں میں سے نکل کر دوبارہ واپس نہیں آ سکتا، یہ بھی اسی طرح اس گناہ کی طرف نہ جائے۔“

4..... کسی کی حق تلفی کی ہے تو اس سے معافی طلب کرنے یا اس کے حقوق لوٹانے سے توبہ قبول ہوگی۔

مثال کے طور پر کسی نے کوئی چیز چوری کی تو وہ اس کے مالک کو لوٹانا واجب ہے یا کم از کم اس سے معاف کروالے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ..... فِي نَفْسٍ ، أَوْ مَالٍ..... ، فَأَتَاهُ ، فَاسْتَحَلَّ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ ، أَخَذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ ، فَتَوَضَّعُ فِي سَيِّئَاتِهِ.)) ①

① صحیح ابن حبان، رقم: ۷۳۱۸۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، رقم: ۲۴۴۹۔

”اللہ اس بندے پر رحم کرے کہ جس شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا مال پر تو اسے وہ وقت آنے سے پہلے معاف کرا لے کہ اس کی نیکیاں لے لی جائیں۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔“

5..... اور اس معصیت پر مصر نہ رہنا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُمْ بِمَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔“

6..... جس طرح توبہ دل اور زبان کے ساتھ ہوتی ہے، اس کا عملی نمونہ عمل صالح کے ذریعہ ہونا چاہیے۔

7..... اور توبہ کی شروط میں سے یہ بھی ایک اہم شرط ہے کہ وہ زمانہ قبول میں ہو۔ نہ کہ اس وقت توبہ کی جائے جب وہ قبول نہیں ہوتی۔ اور یاد رہے کہ قیامت سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَابَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) ❶

”اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، رقم: ۶۸۶۱۔

ہونے سے پہلے توبہ کر لی۔“

اور جب موت حاضر ہو جائے تو تب بھی توبہ مقبول نہیں ٹھہرتی، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ

الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَٰهَ﴾ (النساء: ۱۸)

”اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوگی جو معصیات کا ارتکاب کرتے ہیں، یہاں

تک کہ جب ان کے کسی کو موت حاضر ہو تو وہ کہے میں اب توبہ کرتا ہوں۔“

”جو آدمی گناہ کرتا رہتا ہے اور اپنے گناہوں پر نادم نہیں ہوتا، اور جب اس کی آنکھوں

کو موت نظر آنے لگتی ہے اور زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے، تو کہتا ہے کہ اے اللہ! میں توبہ

کرتا ہوں، تو ایسی توبہ کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ جب فرعون نے

اپنی آنکھوں سے موت کو دیکھ لیا اور کہا کہ میں اس پر ایمان لایا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں،

اور جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اور اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، تو اللہ تعالیٰ

نے اُسے جواب دیا کہ اب تک تو تم نافرمانی کرتے رہے ہو اور زمین میں فساد پھیلاتے رہے

ہو، اور اب جب موت نے آدبوجا ہے تو ایمان کا اعلان کرتے ہو، اب تمہاری توبہ کا کوئی

فائدہ نہیں۔

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، نبی کریم ﷺ نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ حلق میں آخری سانس اٹکنے سے پہلے تک قبول کرتا ہے۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر توبہ کرنے والا ابھی اپنی زندگی کی اُمید رکھتا

ہے تو اس کی توبہ قبول ہوگی، لیکن روح حلق میں آ کر اٹک جائے، اور فرشتے کو اپنی آنکھوں

کے سامنے پائے اور سانس کا زیرو بم بگڑ جائے، تو اس وقت کی توبہ اللہ کے نزدیک مقبول

نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حالت کفر و شرک میں مر جاتا ہے، تو ایسے آدمی کی توبہ اور

ندامت بھی کسی کام کی نہیں۔

امام احمد اور حاکم نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے یا اُسے معاف کر دیتا ہے، جب تک ”حجاب“ نہ واقع ہو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ ”حجاب“ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ حالت شرک میں جان نکل رہی ہو۔“ (تیسیر الرحمن: ۱/۲۴۷-۲۴۸)

8..... خالص اللہ کے لیے توبہ ہو۔

یہ شرط بھی ضروری ہے کہ توبہ خالص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہو، نہ کہ کسی دوسری غرض کے لیے یعنی کوئی شخص گناہ کرنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو اور وہ توبہ کرے، مثلاً کوئی چوری کے لیے نکلتا ہے لیکن کچھ ملتا، یا وہ شراب کو چھوڑ دیتا ہے صرف اس وجہ سے کہ ڈاکٹر نے اس کے نقصان سے اس کو ڈرایا ہے، یا وہ شراب خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو کہتا ہے کہ میں شراب سے توبہ کرتا ہوں۔ تو اس شخص کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَىٰ بِهِ وَجْهَهُ.)) ❶

”بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِيْ كُلَّهُ صَالِحًا، وَاجْعَلْهُ لِيَوْجْهِكَ خَالِصًا، وَلَا تَجْعَلْ لِّاَحَدٍ فِيْهِ شَيْئًا.))

”اے اللہ میرے اس سارے کے سارے عمل کو صالح بنا دے، اور اس کو خالص اپنی رضا کے لیے کر لے، اور کسی کے لیے اس میں کچھ حصہ نہ بنا۔“

❶ سنن النسائي، كتاب الجهاد، باب من غزا يلتمس الذكر والأجر، رقم: ۳۱۴۲۔ صحيح الجامع

الصغير، رقم: ۱۸۵۶۔

توبہ پر ہمیشگی کرنے میں معاون امور

1۔ تمام اعمال میں اور خصوصاً توبہ میں نیت خالص ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَى بِهِ وَجْهَهُ.)) ❶

”بے شک اللہ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔“

اور مزید رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلَّهِ عَوَضَهُ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهُ.)) ❷

”جو اللہ کے لیے کسی چیز کو چھوڑتا ہے تو اللہ کو اس کو اس سے بہتر عطا فرمادیتا ہے۔“

2۔ تائب انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نیک اعمال کرے، جو اس کو خیر

کے راستے میں ثابت قدم رکھیں گے، اور اس کے نیکیوں کے میزان میں اضافہ کریں

گے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں معاف ہوتی رہیں گی۔ فرمان

باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

❶ سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب من غزا یلتمس الأجر والذکر، رقم: ۳۱۴۲۔ صحیح الجامع الصغیر،

رقم: ۱۸۵۶۔

❷ کشف الخفاء: ۲/۲۳۸، ۵/۷۸ وسندہ صحیح إن شاء الله.

”یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔“

اور جب نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا تو انہیں وصیت فرمائی۔

((يَا مُعَاذُ اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ بِالْحَسَنَةِ تَمْحُهَا
وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ .)) ❶

”اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے بعد نیکی کرنا
(کیونکہ) وہ اس کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔“

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَالْكَيْسُ هُوَ الَّذِي لَا يَزَالُ يَأْتِي مِنَ الْحَسَنَاتِ بِمَا يَمْحُو
السَّيِّئَاتِ .)) ❷

”کہ عقل مند آدمی وہ ہے جو ہمیشہ ایسی نیکیاں کرے جو اس کی خطاؤں کو
مٹا دیں۔“

3۔ جو شخص گناہ کا مرتکب ہو اسے چاہیے کہ دنیا و آخرت میں اس گناہ کا بوجھ اور اس کے
نقصان کو معلوم کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ
عَلَيْهِ . وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ
هَكَذَا .)) ❸

❶ مسند احمد: ۵/۱۵۳، ۱۵۸، ۱۷۷۔ سنن ترمذی، ابواب الصبر والصلوة، باب ما جاء في معاشرۃ

الناس، رقم: ۱۹۸۷۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۷۹۔

❷ الوصية الجامعة، ص: ۳۔

❸ صحيح بخاری، كتاب الدعوات، رقم: ۶۳۰۸۔

”یقیناً مومن اپنے گناہوں کو اس طرح خیال کرتا ہے کہ گویا وہ پہاڑ کے نیچے اس کی جڑ میں بیٹھا ہے، اور اسے ڈر ہے کہ کہیں اس پر نہ گر جائے۔ اور بے شک بدکردار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری، اور اس نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف یوں اشارہ کیا۔ (اور وہ اُڑ گئی۔)

4۔ انسان اس جگہ سے ہی دور ہو جائے جہاں پر اس نے گناہ کیا ہو، کہیں دوبارہ اس جگہ پر آنے سے پھر اسی گناہ کا ارتکاب نہ کر لے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”ایک شخص نے مقام بوانہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا زمانہ جاہلیت میں وہاں کسی بت کی پوجا ہوتی تھی؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا، کیا وہاں جاہلیت کی کوئی عید منائی جاتی تھی؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ تو آپ نے اس آدمی سے کہا کہ اپنی نذر پوری کرو، اللہ کی نافرمانی کر کے نذر نہیں پوری کی جائے گی۔“^①

5۔ ان چیزوں کو توڑ دے یا پھینک دے جن سے وہ گناہ کرتا تھا، جیسے آلات موسیقی یا نشہ آور چیزیں وغیرہ۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ربیعہ کے لوگوں کو چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا: (1) سبز مٹکا، یہ برتن مٹی سے تیار کیا جاتا تھا۔ (2) کدو، یہ مشہور سبزی ہے جب کدو بڑا ہو جاتا تو خشک ہونے کے بعد اس سے گودا نکال کر اس کو بطور برتن استعمال کیا جاتا تھا۔ (3) چٹھو، کھجور کے تنے کو کھود کر بنایا جاتا تھا۔ (4) چینی والا برتن، یہ برتن تو آج کل بھی ہیں، ایک طرح کا چکنا مادہ تھا جو برتن کو لگا دیا جاتا تھا جس سے برتن ملائم ہو جاتا تھا۔^②

① سنن أبو داؤد، کتاب الأیمان والذکور، رقم: ۳۳۱۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، رقم:

۲۱۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ ② صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۸۷۔

جب وہ لوگ پختہ عقیدہ والے ہو گئے۔ خطرہ نہ رہا تو آپ ﷺ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اور انہیں استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ واللہ اعلم۔

6- (توبہ کرنے کے بعد) وہ اپنے نفس کو اچھی مجالس میں بیٹھنے پر آمادہ کر لے، اور ان بری مجلسوں کو چھوڑ دے جہاں وہ بیٹھ کر برے عمل کرتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً ، وَنَافِخُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً .)) ①

”نیک ہم نشین اور بُرے ساتھی (یعنی پاس بیٹھنے والے) کی مثال کستوری بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری بیچنے والا یا تو تجھے (بطور تحفے کے سونگھنے کے لیے) خود ہی دے دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا، اور (کم از کم) تو اس سے اچھی خوشبو پالے گا (جب تک اس کے پاس رہے گا اس کی خوشبوئیں تیرے دماغ کو معطر کرتی رہیں گی) جب کہ بھٹی دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا (کم از کم) تجھے اس کے پاس بُری بو سونگھتے رہنا پڑے گا۔“

7- کتاب وسنت میں موجود ایسی آیات واحادیث کے مطالعہ پر مواظبت کرے جن میں گناہ کرنے سے ڈرایا گیا ہو۔

8- یہ بات ہر وقت ذہن نشین رکھے کہ کسی بھی وقت اللہ کی طرف سے گرفت ہو سکتی ہے۔

① صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصيد، باب المسك، رقم: ۵۵۳۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۶۲۸۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلَبُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (الزمر: ۵۴)

”اور اپنے رب کی طرف جھک پڑو، اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تم عذاب کا شکار ہو جاؤ، اور تمہاری کسی طرف سے بھی مدد نہ ہو سکے۔“

9۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی ہر وقت کی مستقل عادت بنالے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر شیطان کو بھگانے اور اس کے شر سے حفاظت کے لیے بڑے عظیم ہتھیاروں میں سے ہتھیار ہے، خصوصاً صبح و شام اور رات کو سوتے وقت کے اذکار مسنونہ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ہتھیار ہیں۔



رحمت الہی کی وسعتیں

رحمت الہی سے وسیع کوئی چیز نہیں:

اللہ کی رحمت و شفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین و آسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ

الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾﴾ (الأعراف: ١٥٦)

”میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے، اور اس کے مستحق

وہ لوگ ہیں جو تقویٰ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان

رکھتے ہیں۔“

رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع و عریض ہے جیسے بحر بیکراں۔ اگر کوئی چڑیا سمندر سے

ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن و انس کی حاجات

اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے

برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ میری رحمت و شفقت

ہر آن اور ہر شان میں ان کے قریب تر ہوا کرتی ہے:

﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ ﴿٥٦﴾﴾ (الأعراف: ٥٦)

”یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے۔“

غضب پر رحمت کا غلبہ:

پھر اس فضل و کرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرشِ معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

((إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي)) ❶

”یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر و غضب پر غالب ہے۔“

پروانہ رحمت:

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ! میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھگڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کر لیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سبز و شاداب بنا دیتا ہے، اسی طرح مجھے حیاتِ نو سے ہمکنار کر دے۔ جب یہ کہتے ہوئے اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پر غم ہو جاتی ہیں، تو اتنی دیر میں رحمتِ الہی اس کی روح کو تھکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلا رہی ہوتی ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ

اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۵۳﴾

(الزمر: ۵۳)

”آپ فرمادیں، اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب کتب اللہ ان رحمتی سبقت غضبی، رقم: ۶۹۶۹۔

بندہ کو بین الخوف والرجاء رہنا چاہیے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْعُقُوبَةِ مَا طَمَعَ بِجَنَّتِهِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ أَحَدٌ.)) ❶

”اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اور اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔“

پیغام مغفرت:

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا.)) ❷

”بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا اپنے گناہ کی توبہ کر لے۔ اور اسی طرح دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَحِبِّهِ اللَّهُ﴾

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة اللہ تعالیٰ وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۹۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب كلما استغفر العبد غفره الله، رقم: ۶۹۸۹۔

غَفُورًا رَحِيمًا ﴿١١٠﴾ (النساء: ۱۱۰)

”اور جس کسی نے بھی کوئی برائی کی، یا اپنی جان پر ظلم کیا، پھر اللہ سے معافی مانگی تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسَنَ إِسْلَامَهُ يَكْفِرُ اللَّهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ.)) ❶

”جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے، اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمادے۔“

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَتَّبِعْ عِبَادِيَ أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (الحجر: ۴۹)

”میرے بندوں کو یہ بات بتا دیں کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت اپنا دودھ پیتا بچہ تلاش کر رہی تھی، جب اسے بچہ مل گیا تو اس نے اسے پکڑا، اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا اور اسے دودھ پلایا، پس ہمیں رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی، ہم نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! وہ اسے کبھی نہیں پھینکے گی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

سے زیادہ رحمت کے ساتھ پیش آتا ہے نسبت اس عورت کے اپنے بچے کے ساتھ رحمت سے پیش آنے کے۔“^①

رحمت الہی کے بغیر صرف عمل جنت کی سعادت کا ضامن نہیں:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ))^②

”تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں، اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔“
فائدہ:..... جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا، اور اعمال بلندی درجات کا سبب ہوں گے، جس کے اعمال جتنے زیادہ اچھے ہوں گے مرتبہ کے اعتبار سے وہ اتنا بلند ہوگا۔
بڑی بشارت:

پس اے ہمارے مسلم بھائی! توبہ کرنے کی طرف جلدی کرو، اور سستی نہ کرو کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِبُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾^③ (الزمر: ۵۴)

”اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ، اور اس کے فرمانبردار بن کے رہو قبل اس کے کہ تمہارے پاس عذاب آجائے، اور تمہاری مدد نہ کیا جاسکے۔“



① صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعة رحمة الله وأنها تغلب غضبه، رقم: ۶۹۷۸.

② صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، رقم: ۷۱۲۱.

توبہ کے فوائد و ثمرات

1..... توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ.)) ❶

”گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔“

2..... توبہ گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (الفرقان: ۷۰)

”سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور اچھے عمل کیے، ایسے لوگوں کے گناہ اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

3..... توبہ تائب کے دل کو پاک صاف کر دیتی ہے:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نَّكَتَتْ فِي قَلْبِهِ نَكْةً سَوْدَاءُ،

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبۃ، رقم: ۴۲۵۰، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۰۸.

فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ سَقَلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّى تَعْلُو قَلْبُهُ، وَهُوَ الرَّأْنُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ط﴾ [المطففين: ٤٤] ﴿١

”بے شک جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نشان لگ جاتا ہے۔ پس اگر تو وہ گناہ چھوڑ دے اور توبہ کرے تو اس کے دل کا نشان صاف ہو جاتا ہے، اور اگر وہ گناہ کی طرف ہی لگا رہے تو وہ نشان زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر سیاہی چھا جاتی ہے اور ایسے زنگ آلود ہو جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”ہرگز نہیں بلکہ ان کے کرتوتوں کے سبب ان کے دل زنگ آلود ہو چکے ہیں۔“

4..... توبہ آدمی کی زندگی میں سکون و اطمینان کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمِيتْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝﴾ (ہود: ٣)

”اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقررہ تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا۔“

① مسند احمد: ۲۹۷/۳۔ سنن الترمذی، ابواب التفسیر، باب ومن سورۃ ویل للمطففین، رقم:

۳۳۳۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۶۷۰۔

5..... توبہ رزق اور قوت میں زیادتی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی زبان سے اعلان کرایا کہ:

﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾ (نوح: ۱۰-۱۲)

”اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا، اور تمہیں خوب پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہیں باغات دے گا، اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔“

6..... توبہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا زینہ ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ۝﴾ (القصص: ۶۷)

”پس بہر حال جس نے توبہ کی، اور ایمان لایا، اور اچھے اعمال کیے، پس عنقریب ایسا شخص کامیاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔“

مزید فرمایا:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝﴾ (مریم: ۶۰)

”سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا، اور نیک عمل کیے۔ پس یہی لوگ جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔“

7..... توبہ محبت الہی کا ذریعہ ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں، اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

اسی لیے وضو سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ .)) ❶

”اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں، اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بنادے۔“

8..... توبہ کرنے والوں کے لیے فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں:

توبہ واستغفار کرنے والوں کے لیے فرشتے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَمِيلُونَ أَلْعُرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَ يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَ عَلَمًا فَاعْفُ لِلَّذِينَ تَابُوا وَ اتَّبِعُوا سَبِيلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ❷ رَبَّنَا وَ ادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَ أَرْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ❸ وَ قِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَ مَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ❹﴾ (المؤمن: ۷-۹)

”جو فرشتے کہ عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں، اور جو فرشتے اس کے گردا گرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں، اور

❶ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ایمان والوں کے لیے (اس طرح) استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تیری رحمت اور علم ہر چیز پر محیط ہے۔ پس ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی، اور تیری راہ پر چلے، اور انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار! اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، داخل فرما، اور ان کے ماں باپ، بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں ان کو بھی داخل فرما۔ بے شک تو زبردست حکمت والا ہے، اور ان کو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف سے بچالے تو اس پر تو نے بہت مہربانی فرمائی، اور بڑی کامیابی ہے۔“

9.....توبہ اور اصلاح اعمال:

توبہ کے بعد عمل صالح کی طرف راغب ہو جانا چاہیے کیونکہ نیک اعمال ہی انسان کا ذریعہ نجات ہے۔ اسی لیے قرآن پاک میں ایمان، توبہ اور اعمال صالحہ کو فلاح کی بنیاد قرار دیا ہے۔

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾ (۸۲)

(طہ: ۸۲)

”اور میں ایسے لوگوں کو بہت بخشنے والا ہوں، جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرتے رہیں، پھر راہ پر قائم رہیں (یعنی ایمان اور عمل صالح پر مداومت کریں)۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَلَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ

الْمُفْلِحِينَ﴾ (القصص: ۶۷)

”البتہ جو شخص توبہ کرے، اور ایمان لے آئے، اور نیک کام کرے تو ایسے لوگ،

اُمید ہے کہ فلاح پانے والوں میں سے ہوں گے۔“

10..... توبہ ظلم کو مٹا دیتی ہے:

ظلم بہت بڑا گناہ ہے۔ ظلم کے کئی ایک معانی ہیں، بہر حال ظلم کی تمام صورتوں میں انسان گنہگار ہے، لیکن توبہ ظلم جیسے گناہ کو بھی مٹا دیتی ہے۔ اس بارے قرآن مجید میں ہے:

﴿مَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۹﴾﴾ (المائدہ: ۳۹)

”پھر جو شخص ظلم کے بعد توبہ کرے، اور اصلاح کر لے تو بلاشبہ اللہ اس کی توبہ

قبول فرما لے گا۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا

رَحِيمًا ﴿۱۱۰﴾﴾ (النساء: ۱۱۰)

”اور جو شخص کوئی گناہ کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر اللہ سے مغفرت چاہے

تو وہ اللہ کو غفور رحیم پائے گا۔“



سیاہ کاروں کی تباہ کاریاں

- امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (الداء والدواء، ص: ۷۵-۱۴۴) میں گناہوں پر ڈٹے رہنے کے بہت سے نقصانات اور تباہ کاریاں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:
- 1- علم سے محرومی۔
 - 2- اطاعت سے محرومی۔
 - 3- نیک کاموں کی توفیق سے محرومی۔
 - 4- گنہگار کی اللہ باری تعالیٰ کی مخلوق کے سامنے رسوائی۔
 - 5- حیاء کا خاتمہ۔
 - 6- برا خاتمہ۔
 - 7- دل پر غیر محسوس قسم کا رعب طاری رہنا۔
 - 8- برکت کا خاتمہ۔
 - 9- سینے کی تنگی۔
 - 10- دل پر مہر لگ جانا۔
 - 11- اللہ کی ناراضگی کا نزول۔
 - 12- آخرت میں عذاب سے دوچار ہو جانا۔
 - 13- دعا کا قبول نہ ہونا۔
 - 14- غیرت انسانی سے محرومی۔
 - 15- شیطان کے شکنجے میں رہنا۔
 - 16- جانوروں کا اس پر لعنت کرنا۔
 - 17- حتیٰ کہ سمندر کی مخلوقات کا اس پر لعنت کرنا۔
 - 18- نعمتوں کا خاتمہ وغیرہ۔



میں کیسے توبہ کروں؟

توبہ کرنے کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ آپ جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی تردد کے اسے جڑ سے ختم کر دیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر آپ میں تمام گناہوں کو جڑ سے ختم کرنے کی طاقت نہیں۔ اور یہی سوچتے ہوئے آپ بعض گناہوں کو بھی ترک نہ کریں) جبکہ تمام گناہوں کو چھوڑنا افضل ہے۔ پھر آپ دل میں یہ پختہ نیت اور عزم کرتے ہوئے کہ آپ دوبارہ یہ کام نہیں کریں گے، اور اس گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے۔ ان تمام آلات و اشیاء سے جان بچاتے ہوئے جن کے ذریعے آپ گناہوں کا ارتکاب کرتے تھے، اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھیں۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطَّهْرَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ .))

”کوئی بھی انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھتا، اور اس کے بعد اللہ سے معافی مانگتا ہے، تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔“

پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ يَصِرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے، یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔“^①

اور ہر حالت میں اللہ کا ذکر اور استغفار زیادہ کرو، اور جتنی استطاعت ہو اتنے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔“

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا.))^②

”برائی کے پیچھے نیکی کر، وہ اس کو مٹا دے گی۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ

سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الفرقان: ۷۰)

”مگر جو شخص توبہ کرے گا، اور ایمان لے آئے گا، اور نیک عمل کرے گا تو اللہ اس کے

گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔“

اور وہ اچھے اعمال جن کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح نص وارد ہو، ان پر عمل بھی

گناہوں کو ختم کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اور عنقریب ہم اس رسالے میں گناہوں کے مٹانے

① صحیح ابن حبان: ۳۹۰/۲۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ مسند احمد: ۱۰/۱۔ صحیح الترغیب

والترہیب، للالبانی، رقم: ۲۷۷۔

② مسند احمد: ۱۵۳/۵، ۱۵۸۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في معاشرۃ الناس،

رقم: ۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۹۔

والے اعمال کا بھی ذکر کریں گے۔

اے ہمارے مسلم بھائی!..... ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، کرم کرنے والا، محبت کرنے والا اور مہربان ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ماں کے اپنے بیٹے پر رحم کرنے سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پس تو اللہ کی طرف مائل ہو جا (اور اپنے گناہوں پر) نادم ہوتے ہوئے، اور توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کر۔ جب بندہ اس کی طرف اس کی وسیع رحمت کی امید رکھتے ہوئے متوجہ ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندے سے منہ نہیں موڑتا، لہذا توبہ سے غافل نہ ہو کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تجھے موت کب آ لے گی، گناہوں میں جب کبھی ایک طویل عرصہ گزرتا ہے تو گناہ کے اثرات بھی مضبوط ہو جاتے ہیں اور (کسی معاملے کو) ٹالنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو درخت کے تنے کو کاٹنا چاہتا ہے لیکن وہ اس کی مضبوطی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسے اکھیرنے کے لیے کافی قوت کی ضرورت ہے، میں اس کام کو ایک سال کے لیے مؤخر کرتا ہوں، پھر اس کی طرف لوٹوں گا، پس ایسی صورتحال میں وہ کیسے اسے کاٹنے پر قادر ہو سکتا ہے؟ جبکہ ایسے شخص کی کمزوری میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور درخت اپنی مضبوطی میں بڑھ رہا ہے۔^①

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث قدسی نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شَبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا ، وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي

ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا ، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرَوَلَةً .))^②

”جو شخص ایک باشت میرے قریب آتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کے قریب جاتا

ہوں۔ اور جو ایک ہاتھ قریب آتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب جاتا ہوں۔ اور

جو چل کر میری طرف آتا ہے، میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔“

① منهاج القاصدين، ص: ۲۶۷. ② صحيح مسلم، كتاب الدعوات والأذكار، رقم: ۶۸۳۲.

پس توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ، اور جو تم نے کیا اس پر نادم ہوتے ہوئے خود کو اللہ کے سامنے پیش کر دو، پس ندامت ہی توبہ ہے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تو تمہارا اس ذات کے بارے میں کیا گمان ہے جو ماں کے بیٹے پر رحم کرنے سے سے زیادہ اپنے بندے پر رحم کرنے والا ہے؟ حدیث قدسی میں ہے؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اِنْ ظَنَّ بِي خَيْرًا فَلَهُ وَاِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ)) ❶

”میں اپنے بندے کے میرے متعلق خیال کے مطابق پاس ہوتا ہوں، اگر وہ میرے متعلق اچھا خیال کرے تو اس کے لیے ہے، اور اگر وہ برا خیال کرے تو یہ بھی اس کے لیے ہے۔“

پس اللہ ارحم الراحمین کے بارہ میں اچھا گمان رکھو، اور یہ یقین رکھتے ہوئے توبہ کرو کہ اللہ کے علاوہ لوٹنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں، اور اعمال صالحہ اور اچھے کاموں میں جلدی کرو اور اس کے صالح بندوں کے ساتھ دوستی رکھو۔ اور اس شاعر کی طرح کہو جس کے کا یہ کہنا ہے:

يا رب ان عظمت ذنوبى كثرة فلقد علمت بان عفوك اعظم
ان كان ذايرجوك الا محسناً فبمن يلوذ ويستجير المجرم
ربى دعوتك ما امرت تضرعاً فاذا رددت يدي فممن ذايرحم

”اے میرے رب! اگرچہ میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں..... پس بے شک میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کی معافی بڑی ہے..... نہیں ہے تجھ سے امید کرنے والا مگر محسن..... پس کس سے سرکش اور مجرم پناہ طلب کرے گا..... اے میرے رب! میں نے آپ کے حکم کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے تجھے پکارا..... اگر تو نے میرے ہاتھوں کو (خالی) لوٹا دیا تو پس کون ہے رحم کرنے والا؟“

دوسرے شاعر نے کچھ یوں کہا ہے:

الہی عبدك العاصی أتاك
مقرا بالذنوب فقد دعاك
وإن تغفر فأنت لذك أهل
وإن تطرد فمن یرحم سواك

”اے میرے معبود! تیرا گنہگار بندہ تیرے دربار میں حاضر ہے..... گناہوں کا
اقرار کرتا ہوں معافی کا طلب گار ہے..... اگر تو معاف کر دے تو واقعی تو اس کا اہل
ہے..... اور اگر تو دھتکار دے تو تیرے سوا کون رحم کرنے والا ہے؟“

تم سستی نہ کرو اور نہ ہی ٹال مٹول سے کام لو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۳)

”اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو، جس کی چوڑائی زمین و آسمان
کے برابر ہے، اور وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

مزید برآں ارشاد فرمایا:

﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ (الحديد: ۲۱)

”لوگو! تم اپنے رب کی مغفرت کی طرف دوڑو، اور اس جنت کی طرف جس کی
کشادگی آسمان و زمین کی کشادگی کی مانند ہے، اُن کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ
اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا
ہے، اور اللہ عظیم فضل والا ہے۔“

”اس آیت کریمہ میں آخرت کی بیش بہا اور دائمی نعمتوں کے حصول کی رغبت دلائی گئی ہے۔ بندوں کو اللہ کی مغفرت، اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی نصیحت کی گئی ہے۔ اور یہ چیزیں صدق دل سے توبہ، طلب مغفرت، گناہوں سے دُوری، عمل صالح اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔“ (تیسیر الرحمن: ۱۵۴۴/۲)



توبہ کس سے ٹوٹی ہے؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی اپنی تمام تر غلطیاں خطائیں یاد کر کے توبہ کر لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد وہی گناہ کرنے شروع کر دیتا ہے جس سے اس نے توبہ کی تھی تو کیا دوبارہ وہی گناہ کرنے سے پہلی توبہ ختم ہو جائے گی، یا اس کے ذمہ اب جو دوبارہ گناہ کیے ہیں صرف یہی لکھے جائیں گے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ جن چیزوں سے توبہ کر لی گئی تھی وہ تو معاف ہو گئے ہیں، اور جواب گناہ ہوئے ہیں ان کے اثرات پہلی توبہ پر مرتب نہیں ہوں گے۔ یعنی پہلی کی ہوئی توبہ نہیں ٹوٹے گی، بہر حال توبہ پر مستمر رہنے کے لیے، اچھے دوستوں کی صحبت اختیار کرنا، قرآن و سنت کا مطالعہ اور اللہ کی خشیت اپنے آپ میں پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔^①

یہاں یہ مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے، پھر توبہ کے بعد اس گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے تو کیا توبہ سے پہلے والا گناہ بھی لوٹ آئے گا، اور توبہ لوٹنے کی صورت میں پہلا اور دوسرا دونوں گناہوں کی سزا کا مستحق ہوگا؟ اور اگر اس پر اصرار کی حالت میں مر گیا تو اس کیا ہوگا یا اور اگر پرانا گناہ یعنی توبہ سے پہلے والا گناہ کلی طور پر ختم ہو جائے تو اسے صرف توبہ کے بعد والے گناہ کی سزا ملے گی؟

صحیح یہ بات ہے کہ جس گناہ سے توبہ کر لی ہے، اس کی سزا اسے نہیں ملے گی یعنی توبہ ٹوٹنے کے باوجود اسے پہلے گناہ کی سزا نہیں ملے گی اس لیے کہ وہ گناہ توبہ کی وجہ سے ختم ہو گیا

① تفصیل دیکھیے: فتاویٰ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ : ۲۵۳/۱-۲۵۵.

ہے۔ اور توبہ کی وجہ سے اس کی حیثیت ایسی ہو جاتی ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں، لہذا جب وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں تو اس کا گناہ بھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا، اور صرف توبہ کے بعد والے گناہ کی سزا ملے گی۔ اس لیے توبہ ایک نیکی ہے، اور دوبارہ گناہ کرنا برائی ہے، لہذا یہ بعد میں آنے والی برائی پہلے کی نیکی کو ختم نہیں کرے گی جس طرح کہ توبہ کے بعد والا گناہ اس کے بعد میں آنے والی نیکی کو باطل نہیں کرے گا۔



توبہ کرنے والوں کے درجات

توبہ کرنے والوں کے مندرجہ ذیل چار درجات ہیں:

پہلا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں، اور آخر دم تک اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں، کبھی بھی دوبارہ اس گناہ والے رستے پر نہیں آتے، اور توبہ کرنے والوں کا سب سے اعلیٰ درجہ یہی ہے۔

دوسرا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو اپنے رب کے ہاں توبہ کرتے ہیں، اور اس پر پکے رہنے کا عزم کر لیتے ہیں، لیکن بغیر قصد کے کبھی ان سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، اور گناہ سرزد ہونے کے بعد وہ نفس کو ملامت کرتے ہیں، اور اس کیے پر شرمندہ ہوتے ہیں، اور توبہ کا یہ بھی بڑا عظیم درجہ ہے لیکن پہلے درجہ سے کم۔

تیسرا درجہ: ان لوگوں کا ہے جو عرصہ تک توبہ پر مستمّر رہتے ہیں، اور آخر معاصی میں واقع ہوتے ہیں تو شہوات ان پر غالب آ جاتی ہیں، نیک اعمال کے ساتھ ساتھ برے اعمال بھی کرتے ہیں، اور پھر ان برے اعمال پر ندامت بھی کرتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس سے مرنے سے پہلے باز آ جائیں گے لیکن ان کو اچانک موت آ جاتی ہے، اور وہ توبہ سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اب شرمندگی کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

چوتھا درجہ: ان لوگوں کا ہے جنہوں نے توبہ کی، اور ایک وقت تک اس پر قائم رہے لیکن نفس امارہ نے انہیں برائی پہ بھارا اور شہوات نے انہیں بہکایا تو وہ گناہ میں ایسے پڑے کہ اس سے واپس آنے کا نام نہیں لے رہے، ایسے لوگوں کے سوء خاتمہ کا ڈر ہے اگر وہ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق چلتے رہیں۔

بے مثال توبہ کے چند واقعات

1- آدم علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سمیت سب کو سکھایا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔ چنانچہ شیطان نے آدم و حوادونوں کو دھوکہ دے کر بلندی سے پستی میں پہنچا دیا۔ بالفاظِ دیگر اس نے انہیں ارتکابِ معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انہوں نے اس شجرِ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھا لیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، اور انہیں اپنی شرمگاہیں نظر آنے لگیں، تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔

﴿وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾^(۱۹) فَوَسَّوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَائِينَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿۲۱﴾ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلَّ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۲۲﴾ ﴿(الأعراف: ۱۹ تا ۲۲)﴾

”اور اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں اقامت پذیر ہو جاؤ، اور جہاں سے چاہو کھاؤ، اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ پیدا کیا، تاکہ ان کے بدن کا جو حصہ (یعنی شرمگاہ) ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا اسے دونوں کے سامنے ظاہر کر دے، اور کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتہ نہ بن جاؤ، یا جنت میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ بن جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے خوب قسمیں کھائیں کہ میں تم دونوں کا بے حد خیر خواہ ہوں۔ چنانچہ اس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اپنے جال میں پھانس لیا، پس جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں دکھائی دینے لگیں اور دونوں اپنے جسم پر جنت کے پتے چسپاں کرنے لگے۔“

تب اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے؟

﴿وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝﴾ (الأعراف: ۲۲)

”اور ان دونوں کے رب نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا ہوا دشمن ہے۔“

چنانچہ انہیں احساس ہوا، اور اللہ سے اپنی لغزش کی معافی مانگنا چاہی تو اللہ تعالیٰ سے ہی وہ الفاظ سیکھے جن کے ذریعے انہوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝﴾ (البقرہ: ۳۷)

”پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی،

بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔“

وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دُعائی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنَّ لَنَا تَغْفِرَ لَنَا وَتَرْحَمَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِينَ ۝﴾ (الأعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہیں کیا

اور ہم پر رحم نہیں کیا، تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

”بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کے اندر پانچ خوبیاں پائی گئیں:

(1) انہوں نے گناہ کا اعتراف کیا۔ (2) اس پر نادم ہوئے۔ (3) اپنے نفس کی

ملامت کی۔ (4) فوراً توبہ کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوئے۔

اور ابلیس میں پانچ برائیاں پائی گئیں:

(1) اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کیا۔ (2) اس پر نادم نہیں ہوا۔ (3) اپنے نفس کی

ملامت نہیں کی، بلکہ اپنے رب پر اعتراض کیا۔ (4) توبہ نہیں کی۔ (5) اور اللہ کی رحمت سے

ناامید ہو گیا۔“ (تیسیر الرحمن: ۱/۴۵۹)

2- نوح علیہ السلام کی توبہ:

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کو دعوت اسلام کے لیے نبی بنا کر بھیجا تھا۔ کہا جاتا

ہے کہ ان کے کفر و شرک اور شر و فساد سے زمین بھر گئی تھی۔ نوح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں

تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ لوگو! اللہ کے سوا دوسروں کی

عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اللہ کا دردناک عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا، اور ان کے نبی ہونے میں

تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ یہ ظاہر کیا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے

بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے؟ ان کا دوسرا شبہ یہ تھا کہ قوموں کے سرداروں میں

سے ایک نے بھی تمہاری اتباع نہیں کی ہے، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے، جو کم عقل اور بے وقوف ہیں، اور اچھی اور گہری سوچ سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔ اگر تم نبی ہوتے تو سردارانِ قوم تم پر ایمان لاتے۔ اور تیسرا شبہ یہ تھا کہ تم میں اور تمہارے پیروکاروں میں کوئی ایسی خوبی نظر نہیں آتی جو ہم میں نہ ہو، تو پھر تم نبی کیسے ہو گئے؟

﴿فَقَالَ الْبَلَاءُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا تَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا
وَمَا تَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِآدَائِ الرَّأْيِ وَمَا تَرَى
لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾﴾ (ہود: ۲۷)

”تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ ہم تو تمہیں اپنے جیسا ہی ایک انسان دیکھ رہے ہیں، اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تمہاری پیروی ہم میں سے صرف گھٹیا لوگوں نے کی ہے جو ہلکی سمجھ بوجھ والے ہیں، اور ہم اپنے اوپر تمہارے لیے کوئی برتری نہیں پاتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان شبہات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ”یہ باتیں قومِ نوح کی جہالت اور کم عقلی کی دلیل تھیں۔ اس لیے کہ حق حق ہوتا ہے، چاہے اس کی اتباع شرفائے قوم کریں یا غریب لوگ کریں۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ حق کو ماننے والے ہمیشہ زیادہ کمزور لوگ ہوئے ہیں۔ ہرقل شاہِ روم نے ابوسفیان سے جب نبی کریم ﷺ کی صفات کے بارے میں سوالات کیے، تو اس کا ایک سوال یہ تھا کہ اس کے ماننے والے سردارانِ قوم ہیں یا کمزور لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: کمزور لوگ۔ تو ہرقل نے کہا کہ ہمیشہ انبیاء کی پیروی کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوا کیے ہیں۔ اور یہ جو انہوں نے کہا کہ تمہارے ماننے والے زیادہ گہری فکر والے نہیں ہیں، تو یہ بھی کوئی قابلِ توجہ بات نہیں ہے، اس لیے کہ اگر حق واضح ہو، اور دل کا آئینہ روشن ہو، تو آدمی ایک لمحہ کے لیے بھی شک و شبہ میں نہیں پڑتا اور حق کو فوراً قبول کر لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی رسالت کا اعلان کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی توقف کے

آپ کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔“ (تفسیر ابن کثیر، تحت هذه الآية)

چنانچہ نوح علیہ السلام نے ان کی کافرانہ بات سن کر کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اپنے نبی ہونے کا برہان قاطع عطا فرمایا ہے، صفت بشریت میں میرا تمہارے ساتھ برابر ہونا اس بات سے ہرگز مانع نہیں ہے کہ وہ مجھے مقام نبوت سے نہ نوازے۔ اسی طرح میرے ماننے والوں کا مالی اعتبار سے کمزور ہونا بھی نبوت سے مانع نہیں ہے، اس لیے کہ بشریت اور عقل و فہم میں وہ تمہاری طرح ہیں۔ اور یہ نبوت تو اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو اس نے مجھے دیا ہے۔ اگر تمہاری بصیرت ختم ہو گئی ہے، اور تم حق کو نہیں دیکھ پا رہے ہو تو میں تمہیں اسے قبول کرنے پر مجبور تو نہیں کر سکتا ہوں۔ میرا کام تو صرف دعوت دینا ہے۔

نوح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں دعوت و تبلیغ کے کام پر تم سے کوئی معاوضہ بھی تو نہیں مانگتا ہوں کہ تمہیں شبہ ہو کہ میں دنیا طلبی کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔

الغرض جب قوم نوح کے پاس کفر و عناد پر قائم رہنے کی کوئی دلیل نہیں رہی، اور نوح علیہ السلام کے دلائل و براہین کے آگے انہوں نے اپنے آپ کو یکسر عاجز پایا، تو کہنے لگے کہ اے نوح! ہم تمہارے مناظروں سے تنگ آ گئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کرتے آئے ہو اسے لا کر دکھا دو، تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب اللہ چاہے گا عذاب آئے گا، اور اس وقت تم اسے عاجز نہ بنا سکو گے۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خبر دے دی کہ جو لوگ اب تک ایمان لا چکے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ تو وہ ان کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے اور ان کے حق میں بددعا کر دی کہ اے اللہ! اب کسی کافر کو زمین پر نہ رہنے دے۔

جب عذاب کا آنا یقینی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور اس کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کے ماننے والے مسلمان طوفان سے بچ سکیں، اور کافروں کی نجات کے لیے شفاعت کرنے سے منع فرما دیا، اس لیے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا

کہ انہیں طوفان کی نذر ہو جانا ہے۔

نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ نبی ہونے کے بعد اب بڑھئی ہو گئے۔ وہ ہنسے اور مذاق اڑانے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج تم میرا مذاق اڑا رہے ہو تو اڑالو، کل طوفان میں تمہارے ڈوبنے کا نظارہ ہم سب مسلمان کریں گے۔

جب قوم نوح کی ہلاکت کا حکم آ گیا، اور پانی پوری شدت کے ساتھ اُبلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین پر پائے جانے والے تمام جانوروں اور چڑیوں وغیرہ کے جوڑے کشتی میں رکھ لیں، اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ اپنے صرف ان رشتہ داروں کو سوار کر لیں جو ان پر ایمان لائے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے جب طوفان اُٹتے دیکھا تو اپنے مسلمان ساتھیوں سے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ، یہ اللہ کے نام سے چلے گی اور اسی کے نام سے اس کی مرضی کے مطابق رُکے گی، بے شک میرا رب مغفرت طلب کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، وہ ہمیں ضرور اس طوفان سے نجات دے گا۔

﴿وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ هَجْرُهَا وَمُرْسُهَا اِنَّ رَبِّي لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (ہود: ۴۱)

جب نوح اور ان کے مسلمان ساتھی، بسم اللہ، کہہ کر سوار ہو گئے، تو کشتی پہاڑوں کے مانند اونچے موجوں کے درمیان چلنے لگی، اس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا جو کافر ہونے کی وجہ سے کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا، کہ اے میرے بیٹے! اب بھی موقع ہے کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ، اور ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ، اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دو۔

﴿يٰۤاِبْنٰى اَرْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكَافِرِيْنَ﴾ (ہود: ۴۲)

اس نے جواب دیا کہ میں پہاڑ پر جا کر پناہ لے لوں گا اور ڈوبنے سے بچ جاؤں گا، تو نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج اللہ کے عذاب سے صرف وہی بچ سکے گا جس پر اللہ اپنے رحم و کرم

فرمائے گا، اور اس کا رحم آج صرف مومنوں کے ساتھ خاص ہے۔ باپ بیٹے کے درمیان اس گفتگو کے بعد ایک بڑی ہیبت ناک موج اُٹھی جس نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پذیری سے متاثر ہو کر اپنے رب سے دُعا کی، اور کہا:

﴿رَبِّ اِنَّ اِبْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝﴾

(ہود: ۴۵)

”اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے، اور تیرا وعدہ برحق ہے، اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے پھر نوح علیہ السلام کو اپنا حتمی فیصلہ بتا دیا کہ اے نوح! وہ ایمان نہیں لائے گا، اس لیے کہ وہ آپ کے گھر والوں سے نہیں ہے، آپ کے گھر والے تو دین و شریعت کے پابند اور اہل اصلاح ہیں اور وہ صالح نہیں اس لیے وہ طوفان سے نہیں بچے گا۔ اس بعد اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی کہ جس مقصد کے پورے طور پر صائب ہونے کا آپ کو علم نہ ہو اس کا اللہ سے سوال نہ کیجیے، اس لیے کہ ایسا کرنا نادانوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

فائدہ:..... علمائے اُمت نے اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس بات کے مطابق شرع ہونے کا آدمی کو علم نہ ہو اس کی دعا نہیں کرنی چاہیے۔

جب نوح علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا کہ اللہ سے ان کا سوال شرع کے مطابق نہیں تھا، تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اللہ سے مغفرت و رحمت طلب کی:

﴿رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَّلَا تَغْفِرْ لِیْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِمَا اُکْرِیْمُ مِنَ الْخُسْرِیْنَ ۝﴾ (ہود: ۴۷)

”میرے رب! میں تیرے ذریعہ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا، اور مجھ پر رحم نہ

کیا تو میں گھانا اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔“

3۔ یونس علیہ السلام کی توبہ:

یونس بن قیس علیہ السلام کو ”موصل“ کے علاقے نینوی والوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا، تاکہ لوگوں کو توحید باری تعالیٰ، عدل و انصاف اور اخلاقِ حسنہ کی دعوت دیں۔ لیکن انہوں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا، بلکہ دن بدن ان کی شرانگیزی بڑھتی ہی گئی۔ آخر کار ان کے کفر سے تنگ آ کر انہیں دھمکی دی کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آ کر رہے گا، اور خود وہاں سے نکل کر بیت المقدس آ گئے۔ اور پھر وہاں سے ”یافا“ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ”ترشیش“ کی طرف جانے والی ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیز آندھی چلنے لگی اور کشتی کو خطرہ لاحق ہو گیا تو لوگوں نے کشتی کا بوجھ کم کرنے کے لیے اپنا سامان سمندر میں پھینک دیا، اس کے بعد بھی خطرہ نہ ٹلا تو انہوں نے سوچا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کی تو یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا، اس لیے لوگوں نے انہیں سمندر میں پھینک دیا تو طوفان رُک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو بھیجا جس نے انہیں نگل لیا۔ تین دن یا اس سے زیادہ (باختلاف روایات) مچھلی کے پیٹ میں رہے، پھر دعا کی، اپنے آپ کو ظالم کہا تو اللہ رب العزت نے ان کی دعا قبول کر لی، اور مچھلی نے ساحل پر آ کر اپنے پیٹ سے انہیں باہر پھینک دیا۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ ۸۷

(الأنبياء: ۸۷)

”تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو تمام عیوب سے پاک ہے، میں بے شک ظالم تھا۔“

دُعا کی فضیلت:

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یونس کی دعا

جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ تھی۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے رب سے کسی حاجت کے لیے یہ دُعا کرے گا، قبول کی جائے گی۔^①

4۔ سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

سیدنا ابوسعید بن مالک بن سنان الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے (۹۹) قتل کیے تھے، اس نے روئے ارضی کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک راہب کا پتہ بتایا گیا۔ وہ راہب کے پاس حاضر ہوا، اور کہا: میں نے ننانوے (۹۹) قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا: نہیں۔ اس پر اس نے راہب کو بھی قتل کر کے سوکا عدد پورا کر دیا، اس نے پھر زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا، تو اسے ایک عالم دین کا پتہ بتایا گیا، اس نے عالم سے کہا: میں نے سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ عالم دین نے کہا: ہاں! توبہ کے اور اس کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی اس زمین کی طرف واپس مت آنا یہ برائی کی زمین ہے۔

وہ آدمی وہاں سے چل پڑا۔ جب ٹھیک درمیان راستے میں پہنچا تو اس کی موت کا وقت آ گیا۔ اس کے بارے میں رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑ پڑے، رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ توبہ کر کے چلا تھا، اور اپنے دل کو اللہ کی طرف موڑ چکا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے قطعاً کوئی نیک کام نہیں کیا، اب ایک فرشتہ آدمی کی

① سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۰۰۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

صورت میں ان کے پاس آیا، فرشتوں نے اس آدمی نما فرشتے کو اپنا فیصل بنالیا، اس فیصلہ دینے والے فرشتے نے کہا:

((قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَاِلَىٰ اَيَّتِهِنَّمَا كَانَ اَدْنٰى فَهُوَ لَهُ ،
فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ
الرَّحْمَةِ .)) ❶

”دونوں مقامات کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو جس مقام سے وہ قریب ہے اسی میں اس کا شمار کر لو، فرشتوں نے پورے فاصلے کو ناپا تو جس علاقے کی طرف اس کا رخ تھا، وہ قریب تر نکلا لہذا رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی۔“
ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

((فَكَانَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ مِنْهَا بِبَشِيرٍ فَجُعِلَ مَنْ
اَهْلُهَا .)) ❷

”وہ آدمی نیک لوگوں کی بستی کے ایک باشت قریب تھا چنانچہ اسے نیک لوگوں میں شمار کیا گیا۔“

ایک اور روایت میں ہے:

((فَأَوْحٰى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَىٰ هٰذِهِ اَنْ تَبَاعِدِى ، وَ اِلَىٰ هٰذِهِ اَنْ
تَقْرَبِى وَقَالَ: قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَا اِلَىٰ هٰذِهِ اَقْرَبَ بِبَشِيرٍ
فَغُفِرَ لَهُ .)) ❸

”اللہ تعالیٰ نے برے علاقے کی زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا (لمبی ہو جا) اور

❶ صحیح مسلم، کتاب الدعوات والأذکار، باب قبول توبۃ القاتل، رقم: ۷۰۰۸.

❷ صحیح مسلم. أيضًا: رقم، ۷۰۰۹.

❸ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ۳۴۷۰.

نیک علاقے زمین کو حکم دیا تو قریب ہو جا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان دونوں علاقوں کا رقبہ ناپ لو۔ چنانچہ اسے نیک علاقے کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا (نتیجہ) اس کی بخشش ہو گئی۔“

5۔ سیدنا ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی توبہ:

ہم اس اُمت کے ابتدائی اور درخشاں دور یعنی دورِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توبہ کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ سیدنا بریدہ الاسلمی بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک الاسلمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اور زنا کر بیٹھا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کر دیں، آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا، اگلے دن وہ پھر آ گیا، اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ واپس لوٹا دیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں، یا تم اسے بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا: ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے، اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے، ماعز تیسرے دن پھر آئے، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا، تو قوم والوں نے کہا: نہ تو اس کا کردار بدلا ہے، اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک قوم پر تقسیم کر دیا جائے، تو انہیں وافر ٹھہرے۔^①

① صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی، رقم: ۴۴۳۱۔

6۔ غامدیہ خاتون کی توبہ:

پھر غامدیہ خاتون بھی آگئی اس نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میں زنا کر بیٹھی ہوں، مجھے پاک کر دیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا۔ اگلے دن اس نے پھر آکر کہا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں، شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم! میں تو حاملہ ہو چکی ہوں!

آپ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہو سکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔ جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا، تو اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی، اور کہا، میں بچے کو جنم دے چکی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ، یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو، جب اس نے دودھ چھڑوایا، تو بچے کو لے آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ کہنے لگی یا رسول اللہ! اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے، اور اب یہ کھانا کھاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کر دیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس کے لیے سینہ تک گرٹھا کھودا گیا، اور آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا، تو خون کے چھینٹے سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آ پڑے، اس پر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بُرا کہا، نبی اکرم ﷺ نے برا کہنا سنا، تو فرمایا:

((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ.)) ❶

”خالد ذرا رُک کر! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس

❶ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، رقم: ٤٤٣٢.

عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے غمڈہ ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش ہو جاتی۔“

پھر آپ کے حکم سے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نمازِ جنازہ بھی ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ ، وَهَلْ وَجَدْتَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) ❶

”یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے۔ کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔“



گناہوں کو دھو دینے والے چند اعمال

اللہ رب العالمین کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لیے بعض وہ اعمال مشروع قرار دیے جو گناہوں اور خطاؤں کو مٹانے والے ہیں، ان میں سے بعض اعمال کا ذکر اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں، اور بعض کا حدیث رسول اللہ ﷺ میں آیا ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں ”معرفة الخصال المكفرة للذنوب المقدمة والمؤخرة“ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ہم نے ان اعمال کو، اس کتاب اور اس موضوع کی دوسری کتاب ”مکفرات الذنوب، از شیخ سلیم الہلالی“ سے اخذ کیا ہے۔

1..... مسجد کی طرف چلنا:

فرمان نبوی ﷺ ہے:

((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ)) ❶

”میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تمام گناہ مٹا دیتا ہے، اور اس کے

ذریعے درجات کو بلند کر دیتا ہے؟ صحابہ نے کہا، کیوں نہیں یا رسول اللہ!

❶ مؤطا مالک، رقم: ۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ، رقم: ۵۸۷۔ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ۱۸۵۔ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب فی اسباغ الوضوء، رقم: ۵۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۰۳۸۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۵۔

”تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناپسندیدگی کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا، اور ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس (فرمایا) یہ تمہارے لیے رباط ہے، یہ رباط ہے، یہ رباط ہے۔“

2..... ایک نماز کے بعد (آنے والی) دوسری نماز کا انتظار کرنا:

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَانِي اللَّيْلَةُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ ، يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: رَبِّي لَا أَدْرِي ، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ، فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ! فِي الدَّرَجَاتِ ، وَالْكَفَّارَاتِ وَنَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ ، وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ ، وَانتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ، وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِمْ عَاشَ بِخَيْرٍ ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ ، وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ .)) ❶

”رات (خواب میں) میرے پاس میرا رب اچھی صورت میں آیا، اور کہا: اے محمد! میں نے کہا۔ اے میرے رب! میں حاضر ہوں، فرمایا (کیا آپ کو معلوم ہے) عالم بالا میں جھگڑا کس کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھے معلوم نہیں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی۔ پس مجھے مشرق اور مغرب کی چیزوں

❶ صحیح سنن الترمذی، رقم: ۲۵۸۱۔ مسند أبی یعلیٰ، رقم: ۲۶۰۸۔ صحیح الترغیب والترہیب، للألبانی

کے متعلق معلومات مل گئیں۔ پس کہا: اے محمد! میں نے کہا: میں حاضر ہوں، فرمایا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ عالم بالا میں جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! کفارات درجات، نماز باجماعت کے لیے قدموں کے چلنے، وضو ناچاہتے ہوئے کرنے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے میں ہوتا ہے۔ اور جس نے ان (پانچوں نمازوں) کی حفاظت کی وہ خیر کے ساتھ رہے گا، اور خیر پر اس کی موت آئے گی، اور اپنے گناہوں سے (اس طرح پاک و صاف) ہو جائے گا، جیسے وہ اس دن تھا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔“

3..... عاشوراء اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ .)) ❶

”مجھے اللہ پر یقین ہے کہ جو شخص یوم عرفہ کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ اور جو آدمی یوم عاشوراء کا روزہ رکھے تو اللہ اس کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔“

4..... رمضان کا قیام کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

❶ سنن ابو داد، کتاب الصوم، باب فی صوم الدھر تطوعاً، رقم: ۲۴۲۵۔ سنن ترمذی، ابواب الصوم باب ماجاء فی فضل یوم عرفۃ رقم: ۷۴۹۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۳۸۵۳۔

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))^①
 ”جو آدمی حالت ایمان میں اور ثواب کی نیت سے رمضان (کی راتوں) میں
 قیام کر لے تو اللہ اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔“

5..... حج مبرور کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:
 ((مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))^②
 ”جس نے حج کیا، اور اس میں جماع اور کوئی فسق والا کام نہ کیا تو وہ ایسے ہی
 لوٹے گا جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔“
 دوسرے مقام پر فرمایا:

((حَجٌّ مَبْرُورٌ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ))^③
 ”حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔“

6..... تنگ دست کو مہلت دینا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفَتْيَانِهِ:
 تَجَاوَزُوا عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنَّا))^④

① صحیح بخاری، کتاب صلاة التروایح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب
 صلاة القسطوع، باب الترغیب فی قیام رمضان وليلة القدر، رقم: ۱۷۷۹۔ صحیح الجامع الصغیر،
 للألبانی، رقم: ۶۴۴۔

② صحیح بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، رقم: ۱۵۲۱

③ مسند احمد: ۳/۳۳۴۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۳۱۷۰۔

④ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من أنظر معسراً، رقم: ۲۰۷۹۔

”ایک تاجر لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب وہ کسی تنگ دست آدمی کو دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو کہتا کہ اسے مہلت دے دو، شاید کہ اللہ ہمیں اپنے عذاب سے بچالے، تو اللہ نے اسے (اپنے عذاب سے) بچالیا۔“

7..... برائی کے فوراً بعد نیکی کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”بے شک نیکیاں برائیوں کو ہٹا دیتی ہیں۔“

اور نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی:

((يَا مُعَاذُ! اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) ❶

”اے معاذ! جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اور برائی کے (فوراً) بعد نیکی کرنا وہ اس (برائی) کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاقی سے پیش آنا۔“

8..... سلام کہنا اور اچھی کلام:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ مَوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)) ❷

”بے شک مغفرت کو واجب کرنے والی اشیاء میں سے سلام کہنا، اور اچھی گفتگو کرنا بھی ہے۔“

9..... آزمائش پر صبر کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

❶ مسند احمد: ۱۵۳/۵۔ سنن ترمذی، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس رقم:

۱۹۸۷۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۹۷۰۔

❷ مکارم الأخلاق، ص: ۳۳۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۰۳۵۔

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمِدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا، وَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي وَابْتَلَيْتُهُ، وَأَجْرُوا لَهُ كَمَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ.)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے مومن بندوں میں سے کسی کو آزماتا ہوں، اور وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرتا ہے۔ تو بے شک وہ اپنی خوابگاہ سے ایسے اٹھے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو قید کیا، اور اسے آزمایا بھی تو آج تم اسے اجر دے دو۔ جس طرح تم اسے بحالت عافیت اجر دیتے تھے۔“

10..... نماز جمعہ اور رمضان کے روزوں پر محافظت کرنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكْفَرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ.)) ❷

”پانچ نمازیں، اور ایک جمعہ، دوسرے جمعہ تک، اور رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں، جبکہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔“

11..... اچھی طرح وضو کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ))

❶ مسند احمد: ۴/۱۲۳۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، رقم: ۱۴۴۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵۲۔

وَجْهَهُ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوِ هَذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَتْ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ. (۱)

”جب کوئی مسلم یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

12..... گناہوں کو مٹانے والے اذکار:

1۔ امام مسلم اپنی صحیح میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ.))

”کوئی شخص موزن (کی اذان) سنے اور وہ کہے:

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا))

① صحیح سنن الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی فضل الوضوء، رقم: ۲۔ مؤطا، رقم: ۷۵۔

مسند أحمد ۲/۳۰۳۔ سنن دارمی، رقم: ۷۲۴۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، اور وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اللہ کے رب ہونے، اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔“

تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔^①

2- اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةِ مَرَّةٍ ، حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .))^②

”جو شخص دن میں سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ) کہے، تو اس کی خطاؤں کو مٹا دیا جاتا ہے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔“

3- اور اسی طرح صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَحَمَدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .))^③

”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) اور تینتیس (۳۳) بار ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) کہے پس یہ (۹۹) پورے ہوئے۔ اور سو (۱۰۰) کا عدد پورا کرنے کے لیے کہے: ((لَا إِلَهَ

① صحیح مسلم، کتاب الأذان، باب إذا سمع الأذان فليقل رقم: ۸۵۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، رقم: ۶۴۰۵۔

③ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، وبيان صفته رقم: ۱۳۵۲۔

إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

4- سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ، ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) ❶

”جو شخص کھانا کھائے، اور پھر کہے: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا

الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ))

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے کھانا عطا کیا۔

تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

5- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور جو شخص کپڑے پہنتے ہوئے کہے، تو اس کے پچھلے تمام

گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (کلمات یہ ہیں):

((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ ، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ

حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ)) ❷

❶ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، رقم: ۳۴۵۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ صحیح ابو داؤد، أول کتاب اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، رقم: ۴۰۲۳۔

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ کپڑے عطا کیے۔“

13..... اذان دینا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الْمُؤَذِّنَ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ)) ❶

”بے شک مؤذن کے گناہ اس کی آواز کی مقدار معاف کیے جاتے ہیں۔“

14..... نماز پنجگانہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک انہوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرْنِهِ؟ قَالُوا لَا يُبْقِي مِنْ دَرْنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، يَمْحُوا اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا.)) ❷

”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس میں ایک دن میں پانچ دفعہ غسل کرے، تو اس کے جسم پر کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے، ان کے سبب سے اس آدمی کی اللہ تمام خطائیں معاف مٹا دیتا ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ، نبی ﷺ نے فرمایا:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ مُكْفِرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ

❶ مسند احمد: ۲/۲۶۶۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۱۹۲۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، رقم: ۵۲۸۔ صحیح

مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۵۲۲۔

۱۱ ((الْكِبَائِرُ))

”پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے۔“

ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۲/۲) میں پہلی حدیث کی یہ تشریح کی ہے کہ (پانچ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ یعنی پورے دن میں جب وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔..... واللہ اعلم۔

15..... کثرت سجود:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلَّهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةٌ)) ۱۲

”تجھے اللہ کی رضا کی خاطر کثرت سے سجدے کرنے چاہئیں جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تمہارا ایک درجہ بلند کرتا ہے، اور ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔“

ربیعہ بن کعب الأسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارا کرتا تھا، پس میں آپ کے لیے وضو اور قضائے حاجت کے لیے پانی لایا، تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((سَلِّ . فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ ، قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) ۱۳

۱ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان مکفرات لما بینہن ما اجتنب الکبائر، رقم: ۵۵۲۔

۲ صحیح مسلم کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، رقم الحدیث: ۱۰۹۳۔

۳ صحیح مسلم کتاب، باب ایضا، رقم: ۱۰۹۴۔

”سوال کرو! میں نے کہا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا! اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے؟ میں نے کہا یہی

چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کثرتِ سجود کے ساتھ میری مدد کر۔“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے

جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ))

”بندہ اپنے رب کے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔“

اور اسی کے موافق اللہ کا فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط﴾ (العلق: ۱۹)

”سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔“

کیونکہ سجدے تو اضع اور اللہ کی بندگی کا سبب ہیں۔

وہ سجدہ جس سے روح کانپ جاتی تھی

آج اسی کو ترستے ہیں زمین و آسمان

16..... نماز کے لیے چلنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((..... وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى

الْمَسْجِدِ لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ

بِهَا دَرَجَةٌ ، وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ.)) ❶

”اور یہ کہ بے شک جب بندہ وضو کرے، اور اچھا وضو کرے، پھر وہ مسجد کی

طرف نکلے اور اس کو صرف نماز نے ہی گھر سے نکالا ہو، جب بھی کوئی بندہ قدم اٹھاتا ہے تو اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔“

17..... نماز میں آمین کا فرشتوں کی آمین سے ملنا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ، فَقُولُوا: آمِينَ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

”جب امام ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے، پس تم کہو: آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

18..... رکوع سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ ، فَقُولُوا ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

”جب امام ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ کہے تو تم ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے ساتھ ہو گیا اس کے پچھلے تمام گناہ بخش

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، رقم: ۹۲۰۔ صحیح بخاری،

کتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، رقم: ۷۸۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ۷۹۶۔

دیئے جائیں گے۔“

19..... قیام اللیل:

سیدنا ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
 ((عَلَیْكُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَإِنَّهُ دَابُّ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ
 لَّكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ ، وَمُكْفَرَةٌ لِلْسَّیِّئَاتِ ، وَمَنْهَاطٌ لِلْإِثْمِ)) ❶
 ”تم پر قیام اللیل لازم ہے، کیونکہ وہ نیک لوگوں کی عادت ہے اور اللہ کے قرب
 کا ذریعہ ہے، اور برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔“

20..... اللہ کی راہ میں جہاد کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: بے شک
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یُغْفَرُ لِلشَّهِیدِ کُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدِّیْنَ)) ❷

”قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ
 يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾ (توبہ: ۱۱۱)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات
 کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس
 میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔“

❶ مستدرک حاکم: ۳۰۸/۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل: ۱۹۹/۲ میں اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، رقم: ۴۸۸۹۔

21..... حج و عمرہ میں متابعت:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ، فَإِنَّمَا الْمَتَابَعَةُ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ .)) ❶

”حج و عمرہ کے درمیان متابعت کرو، پس ان کے درمیان متابعت فقیری اور گناہوں

کو مٹا دیتی ہے، جیسا کہ بھٹی لوہے سے زائد لوہے، اور زنگ کو اتار دیتی ہے۔“

نوٹ:..... متابعت کا مطلب یہ ہے کہ حج کے بعد ساتھ ہی عمرہ کر لینا۔

22..... صدقہ دینا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَبِعَبَاهُمْ وَإِنْ تَخْفَوْهَا وَتُوْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝﴾ (البقرة: ۲۷۱)

”اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو وہ تمہارے لیے اچھی ہی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر

فقراء کو دو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور تمہارے گناہوں کو مٹا دے گا اور جو تم

کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے۔“

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ .)) ❷

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب فضل الحج والعمرة، رقم: ۲۸۸۷، مسند أحمد:

۳۸۷/۱۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۶۹۳۔ صحیح الجامع الصغیر،

للألبانی، رقم: ۲۸۹۹۔

❷ سنن ترمذی، ابواب الزکاة، رقم: ۶۶۴۔ تخریج مشکلة الفقر، رقم: ۱۱۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“

کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۳۰۹۔

”صدقہ یقیناً رب کے غصے کو بجھاتا اور برائی کو مٹاتا ہے۔“

23..... جس پر حد قائم کی جائے:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اَيُّمَا عَبْدٍ اَصَابَ شَيْئًا مِمَّا نَهَى اللّٰهُ ثُمَّ اُقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ ،
عُفِرَ لَهُ ذَلِكَ الذَّنْبُ .)) ❶

”جو بھی بندہ اللہ کے منع کردہ کام کا ارتکاب کر بیٹھا اور پھر اس پر حد قائم کر دی گئی تو اس کا یہ گناہ اس حد کی وجہ سے مٹا دیا جائے گا۔“

24..... اچھی مجالس میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے حاضر ہونا:

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ اِلَّا وَجْهَهُ
اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بَدَّلَتْ
سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ .)) ❷

”کوئی بھی ایسی قوم جو اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی رضا مندی کی خاطر جمع ہوتی ہے تو آسمان سے منادی کرنے والا ندا دیتا ہے آج تم اس طرح کھڑے ہو کہ تم کو معاف بھی کر دیا گیا ہے، اور تحقیق تمہاری خطائیں بھی نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔“

25..... اتباع رسول ﷺ:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

❶ مستدرک حاکم ۴/۳۲۸۸۔ صحیح الجامع الصغیر، للألبانی، رقم: ۲۷۳۲۔

❷ مسند احمد: ۱۴۲/۳۔ مجمع الزوائد: ۷۶/۱۰۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۴۱۴۱۔ معجم اوسط

للطبرانی، ح: ۱۵۷۹۔ یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

”فرمادیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ (محمد) کی اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

کیا خوب کہا کسی نے
مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو



چند مسنون اذکار

وہ کلمات جو اللہ نے آدم کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دعائی:

﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ (الأعراف: ۲۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا، تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔“

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری مُرسل محمد ﷺ کثرت سے استغفار کیا کرتے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

((وَاللَّهِ! إِنِّي لَا سَتَغْفِرُ اللَّهُ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً.)) ①

”اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زیادہ مرتبہ اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔“

اور ایک حدیث میں آپ نے لوگوں کو توبہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً.)) ②

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی اليوم والليلة، رقم: ۶۳۰۷.

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الإِسْتِغْفَار، والإِسْتِغْفَارُ مِنْهُ، رقم: ۶۸۵۹.

”اے لوگو! تم سب اللہ کے ہاں توبہ کرو، پس یقیناً میں ایک دن میں اللہ سے سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔“

چنانچہ ہم ذیل کی سطور میں چند ان ادعیہ کا ذکر کرتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بخشش طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے، یا جن کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے مغفرت طلب فرمایا کرتے تھے۔

1- سیدنا شداد بن اوس سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ جو شخص یہ دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے، اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے، تو وہ جنتی ہے۔ اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے، تو وہ جنتی ہے۔
 ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ ، اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ ، مَا اسْتَطَعْتُ ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ ، فَاغْفِرْ لِّیْ فَاِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ اِلَّا اَنْتَ .)) ❶

”اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں۔ اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں، تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں۔ اور میں اپنے کیے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں ان نعمتوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوا گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔“

2- اللہ تعالیٰ نے مومنین کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ میری جناب میں گریہ و زاری اور مغفرت

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، رقم: ۶۳۰۲۔

کی دعا یوں کرتے ہیں:

﴿غُفْرَانِكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝﴾ (البقرة: ۲۸۵)

”اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

3- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سکھایا کہ وہ ہر حال میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کرتے رہیں، اور اس سے مغفرت و رحمت کی دعا کرتے رہیں۔

﴿رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱۱۸)

”(آپ کہیے) میرے رب! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم کر دے، اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔“

4- اللہ عز و جل نے مومنوں کی علامات بیان کرتے وقت فرمایا، مومن وہ ہیں جو دعا کرتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۶۵﴾ اِنَّهَا

سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝۶۶﴾ (الفرقان: ۶۵-۶۶)

”اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کے عذاب کو ٹال دے، بے شک اس کا عذاب ہمیشہ کے لیے جان کو لگ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ بڑا ہی برا ٹھکانا اور جائے قیام ہے۔“

5- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسی دعاء سکھائیے جسے میں اپنی نماز (کے تشہد) میں پڑھا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا (یہ) دعا پڑھا کرو۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِيمُ .)) ❶

”اے اللہ میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا، میرے گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کر سکتا، لہذا اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ توبہ بخشنے والا اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔“

6- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشدد سے سلام پھیرنا چاہتے تو سلام سے پہلے یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ .)) ❷

”اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے، خفیہ اور اعلانیہ گناہوں کو معاف فرما دے اور جو میں نے (اپنی حیثیت سے) تجاوز کیا کہ جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی مقدم ہے تو ہی مؤخر ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔“

7- اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد کر کے گنتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ ❸

اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (الْغَفَّارُ) بخشنے والا۔ (التَّوَّابُ) توبہ قبول کرنے والا۔ (الْعَفُوُّ) معاف کرنے والا۔ (الْغَفُورُ) بار بار بخشنے والا بھی شامل ہیں۔

8- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھتے تھے:

❶ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۳۸۷۔

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة النبی ﷺ ودعائه باللیل، رقم: ۱۸۱۲۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب لله مائة اسم غیر واحد، رقم: ۶۴۱۰۔

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ ، دِقَّةً ، وَجِلَّةً ، وَاَوَّلَهُ ، وَاٰخِرَهُ
وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ.)) ❶

”اے اللہ! میرے چھوٹے، بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر اور خفیہ تمام گناہ معاف
فرمادے۔“

9۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے بستر پر
نہیں دیکھا، میں آپ کو ڈھونڈنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا، اور در آنحالیکہ
آپ سجدہ میں تھے، اور آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے، اور آپ اس وقت یہ پڑھ
رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ ، وَبِمَعَاْفَاتِكَ مِنْ
عُقُوْبَتِكَ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ ، لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ ، اَنْتَ كَمَا
اَتْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.)) ❷

”اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ذریعے تیرے غصے سے پناہ طلب کرتا ہوں،
تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور تجھ سے تیری ہی پناہ کا طلب
گار ہوں۔ اے اللہ! میں تیری تعریفیں بیان کرنے کا صحیح حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو
بالکل ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے۔“

10۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات کو رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا،
اور آپ ﷺ جب دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے تو یہ پڑھتے:

((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ)) ❸

”اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔ اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔“

- ❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال فى الركوع والسجود، رقم: ۱۰۸۴۔
- ❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال فى الركوع والسجود، رقم: ۱۰۹۰۔
- ❸ صحیح ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء فى الركوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔

11- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یقیناً نبی ﷺ دوسجدوں کے درمیان (یہ) دعا پڑھتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ .)) ❶

”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، میرے نقصانات کا تدارک فرما، مجھے عافیت عطا فرما، اور مجھے رزق دے۔“

12- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ کلمات صبح و شام پڑھنا نہیں بھولتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی دِیْنِیْ وَدُنْیَایْ وَاَهْلِیْ وَمَا لِیْ . اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَامِنْ رَّوْعَاتِیْ - وَاحْفَظْنِیْ مِنْۢ مَّبِیْنِ یَدَیْ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ ، وَمِنْ فَوْقِیْ وَاعُوْذُبْکَ اَنْۢ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ .)) ❷

”اے اللہ! میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے عافیت اور درگزری کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور اپنے اہل و مال میں معافی اور عافیت کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ! میرے رازوں کی پردہ داری فرمانا اور میری گھبراہٹوں (خوف) کو امن دے۔ اور مجھے آگے، پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میں تیری (عظمت کے ذریعے) پناہ طلب کرتا ہوں کہ نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔“

13- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات

❶ صحیح الترمذی، کتاب الصلاة، باب ما یقول بین السجدتین، رقم: ۲۸۴.

❷ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب ما یدعوا بہ الرجل إذا أصبح

وإذا أمسى، رقم: ۳۸۷۱.

کثرت سے پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ، اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، وَاتُوبُ إِلَيْهِ .)) ①

”اے اللہ! میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں تیری خوبیوں کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور اسی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔“

14۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو یہ (کلمات کہے، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔

((اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتُوبُ إِلَيْهِ .)) ②

”میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس اللہ سے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہ زندہ جاوید ہے، اور پوری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اور اس کے حضور میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔“

رَبَّنَا آتِ أَنْفُسَنَا تَقْوَاهَا وَزَكَّاهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيهَا وَمَوْلَاهَا، رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ رَبَّنَا اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا أَنْتَ بِهِ أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ وَغَيْرُكَ لَا يَعْلَمُ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ .



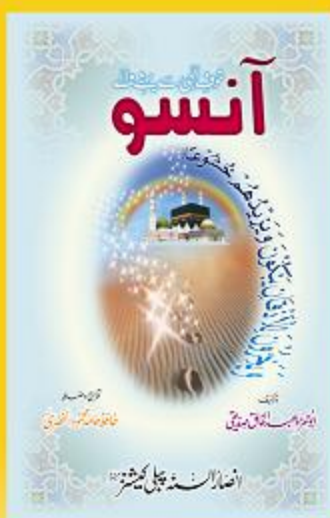
① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورة إذا جاء نصر الله.....، رقم: ۴۹۶۷۔ صحیح مسلم،

کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، رقم: ۴۸۴۔

② سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب الإستغفار، رقم: ۱۵۱۷۔ امام حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ مستدرک حاکم: ۵۱۱/۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہماری دیگر کتابیں



انصار السنۃ پبلی کیشنز

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587